مجموعۂ نظم و نثر اردو و فارسی در مدح ہمایوں اعلیحضرت قدر
قدرت ظل سبحانی حضور پرنور بندگانعالی متعالی سلطان دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

یہ ہے گلہائے مدحِ ظلِ سبحانی کا گلدستہ
ریاحینِ ریاضِ وصفِ سلطانی کا گلدستہ

باغ نگینی

سن مقدس ک صلے
سنہ ۱۳۲۳

یہ گلدستہ کیوں ہو باغ رنگین
شگفتہ گل ہیں اس کے مضامین
جو مدح شہ کے گلشن کا ہے گلچیں
ہے بہار طبع گوھر [illegible]

نیابت خاندانِ ملکِ کرناٹک کی بخشی ہے
حضورِ آصفِ سابع نے یہ عزت مجھے دی ہے

گزرانیدۂ فدوی عقیدت گستر ابو الفصاحت محمد منور خاں گوھر
نائب خاندانِ کرناٹک و مصنف مخزنِ سعادت و گوھر ابدار

مطبوعۂ نظام دکن پریس واقع بازار عیسیٰ میاں

باغ حمد و نعت کا گوہر جو گلچیں ہو گیا ❊ اوسکا گلزار سخن بھی باغ جنت ہو گیا

ہو درود کبریا نازل شہ لولاک پر ❊ رحمت حق آل و اصحاب رسول پاک پر

معزز ناظرین ما اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنا کلام آپکی خدمات میں پیش کرنے سے پہلے چند ضروری باتیں عرض کیا چاہتا ہوں۔

خدائے کریم عم نوالہ کا شکر ہے کہ میں شہر مدراس کے ایک نہایت معزز خاندان یعنے خاندان کرناٹک کا ممبر ہوں جسکے مورث اعلیٰ نواب سراج الملک حاجی محمد انور الدین خاں شہید شہامت جنگ اور آپکے فرزند نواب محمد علی خاں والاجاہ یکے بعد دیگرے فرمانروایان کرناٹک تھے نواب والا جاہ میرے دادا کے پڑنانا اور نانا کے پڑدادا تھے اور نواب ثانی میری دادی کے حقیقی نانا اور میری نانی کے دادا (نواب عظیم الدولہ) کے جد بلا واسطہ تھے۔ نواب عظیم الدولہ کے انتقال کے بعد آپ کے خلف اکبر یعنے میری والدہ کے نانا نواب اعظم جاہ اور بعد ازاں آپکے فرزند نواب غلام محمد غوث خاں نواب کرناٹک بنے۔ میری دادی کی والدہ محمد زماں خاں حیدر برادر نواب منیر الملک دیوان حیدرآباد دکن (داماد میر عالم بہادر) کی نواسی تھیں۔ محمد زماں خاں حیدر کے نانا نواب دوست علی خاں (برادر زادہ نواب سعادت اللہ خاں) ماموں نواب صفدر علیخاں شہید اور میرے بھائی

نواب سعید محمد خاں زمانۂ سابق میں نوابان کرناٹک تھے۔

میرے والد حضرت مولوی محمد عبد الغنی خاں بہادر مغفور المتخلص بہ امیرؔ کیا بلحاظ شرافت نجابت کیا بحیثیت علم وفضل کیا باعتبار محاسن اخلاق اور کیا بنظر خدمات قومی وملکی خاندان کرناٹک میں منتخب فرد تھے۔ پندرہ برس کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہوگئے تھے اور ایک مثنوی زلیخا جامی کے جواب میں لکھی تھی اٹھارہ برس کی عمر میں آپ نے صنعت عاطلہ میں متعدد عربی قصیدے لکھے اور ایک قصیدۂ نعتیہ کی شرح میں ایک کتاب بنام انوار عظیم ۱۲۷۸ (تاریخی نام) شایع ہوئی۔ اس کتاب پر شہر مدراس بنگالہ اور دوسرے اضلاع کے چالیس معتبر اور جلیل القدر علماء نے تقریظیں لکھی ہیں۔ گورنروں اور ممبران کونسل کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکی شرافت اور خصوصیات علمی واخلاقی وخدمات قومی وغیرہ کی گورنمنٹ میں کسقدر قدر کیجاتی تھی۔ آپ مدراس یونیورسٹی کے فلو میونسپل کمشنر اور مختلف انجمنوں کے صدر نائب صدر اور سکریٹری تھے۔ افسوس ہے کہ سنتالیس برس کی عمر میں آپنے رحلت فرمائی۔ آپکے قومی کارنامے بالتفصیل بیان کرنے کے لئے ایک الگ دفتر درکار ہے۔ میں نے حضرت ممدوح کی سوانح عمری بنام "مختصر حالات امیر" لکھی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب شائع ہوگی۔

میری شادی ہز ہائنس نواب ظہیر الدولہ بہادر دوم پرنس آف آرکاٹ کی نواسی سے ہوئی ہے۔ نواب صاحب موصوف کو جی سی ایس۔ آئی کا خطاب تھا اور وہ پندرہ توپوں کی اعزازی سلامی سے بھی ممتاز تھے۔ گورنران مدراس اور ویسرایان ہند کی بیویاں میری خوشدامن صاحبہ کے ہاں ملاقات بازدید کے لئے آیا کرتی تھیں۔

فضال حقیقی جلشانہ کے فضل سے میں نے اپنی عمر کا بہاری حصہ علمی مشاغل اور تحصیل السنۂ مختلفہ میں صرف کیا ہے۔ انگریزی میں ترجمۂ اعلیٰ (ٹرانسلیشن ہیئر) کے امتحان میں بدرجۂ اول کامیابی حاصل کی ہے۔

فی الحال فارسی اور اردو میں میری متعدد تصانیف موجود ہیں جس میں صرف دو کتابیں

یعنی "مخزن سعادت" (مجموعۂ نعت و منقبت فارسی) اور "گوہر آبدار" (دیوان اردو) طبع ہوکر اہل علم کی خدمات میں ہدیتاً روانہ ہوییں۔ جوہر شناسان سخن نے گوہر ہیچمیرز کی بیحد قدر افزائی فرمائی جسکی بہت سی تحریری اسناد موجود ہیں۔ انگریزی میں بھی ایک رسالہ طبع ہو چکا ہے جو سر آرتھر ہاولاک سابق گورنر مدراس کی سوانح حکومت پر مشتمل ہے۔

فن شاعری میں مجھے دھلی کے دو مشہور استادوں یعنی حضرت فصیح الملک داغ دھلوی اور حضرت استاد ظہیر دھلوی سے تلمذ رہا۔

دو سال کے آگے ارکین خاندان کرناٹک نے مجھے حیدرآباد میں اپنا نائب مقرر کیا اور اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت نوشیروان معدلت دارا شوکت سکندر صولت سلیمان حشمت ظل سبحانی بندگانعالی متعالی حضور عظمت معمور امیر المومنین ہندو دکن ہز ہائنس نظام الدولہ نظام الملک نواب میر عثمان علیخان بہادر فتح جنگ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی آصف جاہ سابع سلطان دکن خلد اللہ تعالی ملکہ و سلطنتہ نے براہ مراحم خسروانہ و نوازشات شاہانہ اس نیابت کو شرف قبول بخشا۔ اس نیابت کے متعلق حضور پرنس آف آرکاٹ عالیجناب معلی القاب ہز ہائنس نواب سر غلام محمد علیخاں بہادر عظیم جاہ کے۔ سی۔ آئی۔ ای دام اقبالہ و ضاعف اجلالہ کے انگریزی خط کا ترجمہ (اس خط کی صحیح نقل اس رسالہ کے آخر میں منسلک ہے) اور مخبر دکن مدراس مورخہ ۱۶ رجولائی ۱۹۱۳ء کی رائے ذیل میں مرقوم ہے:۔

ترجمہ خط مذکور:۔ ۷ رجون ۱۹۱۳ء "ہز ہائنس نواب اعظم جاہ نواب دوم کرناٹک کے پڑنواسے مولوی محمد منور صاحب بہادر گوہر کو اونکی قابلیت اور کیارکٹر کے باعث مدراس کی کرناٹک فیملی نے اپنی جانب سے ہز ہائنس اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ تعالی ملکہ کے دار الخلافت اور دربار میں نیابت کرنے کے لئے مقرر کیا ہے"۔

میں حضور پرنس آف آرکاٹ کیطرف سے اس بات کا اظہار کرنے کیلئے مامور ہوا ہوں کہ آپ اس انتخاب کی بیحد قدر کرتے ہیں اور اوسکو وضع الشی فی محلہ کا مصداق سمجھتے ہیں

آپ صاحب موصوف کی ہر قسم کی کامیابی کے خواہاں ہیں"۔

حسب الحکم (دستخط) اعظم حسین خاں ۔ پرائیویٹ سکرٹری پرنس آف آرکاٹ

مخبر دکن مدراس مورخہ ۱۶ ؍ جولائی ۱۹۱۳ء ۔ نائب خاندان کرناٹک کی منظوری

"مدراس میں شاہی خاندان کرناٹک ایک تاریخی طبقہ ہے اور اوسکے معزز اراکین نے ۵ مئی کو ایک عرضداشت سرکار عالی میں پیش کی تھی کہ انکی جانب سے بلدۂ حیدرآباد میں نواب محمد منور خاں صاحب گوھر کو نائب مقرر کیا جائے ۔ ہمیں نہایت مسرت کیساتھ اطلاع ملی ہے کہ سرکار عالی نے بذریعۂ مراسلہ نشان (۱۱۸۴۳) بدستخط نواب فریدوں جنگ بہادر اس تقرر کی منظوری کا حکم صادر فرمایا ہے ۔ نواب صاحب موصوف کو ہم مبارکباد دیتے ہیں ہم یقین کرتے ہیں کہ حیدرآباد کی علمی سوسائٹی میں وہ ایک دلچسپ اضافہ ثابت ہونگے ۔ نواب گوھر صاحب کی طبیعت میں شاعر کا ذوق سلیم فطرتی ہے اور اونکا وجدان فکر حقیقی عنصر ہے ۔ وہ ایک حاضر طبع شاعر ہونے کے علاوہ بہت اچھے نثار بھی ہیں"

"مدراس میں بہت سی علمی اور مذہبی انجمنوں کیساتھ تعلق تھا خصوصاً "اردو سوسائٹی" کے وہ نائب صدر بھی تھے اور اس ممتاز حیثیت میں اُنھوں نے زبان اُردو کی اعلیٰ خدمات انجام دی تھیں ۔ انکا ایک دیوان طبع ہو چکا ہے اور اب بھی متفرق اشعار متفرق رسالوں میں شائع ہو رہے ہیں ۔ نواب صاحب کو فارسی کا بھی مذاق ہے اور اونکی چند نظمیں حال ہی میں ہمنے شائع کی تھیں ۔ ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اس منصب کے موزوں ثابت ہونگے"۔

پیارے ناظرین ! حضرت اقدس و اعلیٰ کی تخت نشینی کے زمانہ سے ابتک میں نے مختلف فارسی اور اردو نظمیں عرض کی ہیں اور نثر میں بھی ایک رسالہ بزبان فارسی لکھا ہے ۔ اب تمام نظم و نثر کو ایک جا فراہم کرکے اوسکو بنام گوھرِ عثمانی حصۂ اول موسوم کیا ہے اور اوسکا تاریخی نام "باغ رنگیں" رکھا ہے ۔ اس مجموعہ کو بتقریب سالگرہ ہمایوں بارگاہ خسروی میں نہایت ادب سے ساتھ ۱۳۳۲ھ نذر گزراننے کا افتخار حاصل کرتا ہوں ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف -

حضرات! آپ جانتے ہیں کہ ریاست حیدرآباد فرخندہ بنیاد ایک ایسی عظیم الشان اسلامی ریاست ہے کہ جسکی نظیر ہندوستان بھر میں نظر نہیں آتی۔ اسکے علاوہ یہاں کے سلاطین کی عدیم المثال فیاضی اور نامحدود رحمدلی ہنر پروری اور قدر شناسی کی تمام عالم میں شہرت ہے یہی سبب ہے کہ حیدرآباد زمانۂ دراز سے مختلف بلاد ہند کے مسلمانوں کا مرکز امید اور مدار کامیابی ہے اور ہزاروں اہل اسلام اس سرکار کے فیض یافتہ اور نمکخوار ہیں۔ مجھ پر بھی اس سرکار ابد قرار کے وہ احسانات ہیں کہ جنکے شکریہ میں میری زبان قاصر ہے۔ ذیل کے چند واقعات سے اس دعوے کی تصدیق ہوتی ہے :-

(۱) میرے مورث اعلیٰ نواب شہامت جنگ حاجی محمد انورالدین خاں شہید حضرت آصف جاہ اول انار اللہ تعالیٰ برہانہ کے ہمراہ دہلی سے حیدرآباد آئے اسکے بعد چند سال فرمانروائے کرناٹک رہے اور آخر میں جام شہادت نوش کیا۔ حضرت آصف جاہ آپکی وفاداری اور دوسری خصوصیتوں کی بہت قدر کرتے تھے جسکا تاریخی ثبوت موجود ہے آپکے مختصر حالات دبدبۂ آصفی مورخہ ۶ ہر ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ میں مندرج ہیں۔ حیدرآباد میں بمقام آصف نگر آپکا مقبرہ موجود ہے۔

(۲) ۱۲۷۱ھ میں سرکار آصفیہ نے میرے نانا کے حقیقی دادا انوارالدولہ انوارالدین علیخاں بہادر افراسیاب جنگ کو (جو نواب انورالدین خاں شہید کے معزز اور شریف پوتے تھے) باغات اور عمارات متعلقۂ نواب صاحب موصوف واقع دبیرپورہ جو سرکار میں ضبط ہو گئے تھے دوبارہ مرحمت فرمائے۔ فرمان شاہی کی نقل حسب ذیل ہے :-

نائبان نظامت و دیوانی و کوتوالی و کروڑ و داروغۂ باغات و منازل نزول وغیرہ حکام و متصدیان حال و استقبال بلدۂ فرخندہ بنیاد بدانند حویلی ہا و باغات وغیرہ املاک انورالدین خاں مرحوم واقع محلۂ دبیرپورہ بلدۂ مذکور را کہ در ضبط سرکار بود در ینولا بمقتضائے

عاطفت بشہامت پناہ انوار الدولہ انوار الدین علیخان بہادر افراسیاب جنگ نبیرۂ خان مرحوم مرحمت فرمودہ شد باید کہ خان مذکور را و فرزندان مشار الیہ را مالک و وارث بالتحقیق دانستہ ہیچ وجہ مزاحم از منازل حویلی ہا و باغات وغیرہ نشدہ بتصرف ممکن خانِ مذکور وا گزارند۔ درین باب تاکید اکید شناسند۔ سوم جمادی الاول ۱۱۷۴ھ قلمی شد۔

(۳) میری دادی کے ننہال کے اکثر رشتہ دار یعنے نواب منیر الملک وزیر دکن کے خاندان کے افراد اس ریاست میں ہمیشہ معزز و محترم اور برسرِ حکومت رہے ہیں۔

(۴) ۱۳۲۳ھ میں تقریب جوبلی میں نے اعلیحضرت غفران مکان کے حضور میں نذر پیش کرنے اور قصیدہ پڑھنے کا فخر حاصل کیا تھا۔

(۵) آج کل میں بحیثیت نائب خاندان کرناٹک بلدۂ حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہم العالی کے زیر سایۂ عاطفت سکونت گزیں اور حضرت اقدس و اعلی کی مدح سرائی اور دعائے دولت و اقبال میں مصروف ہوں اور مجھے پیشگاہ خداوندی سے متعدد عطیات مرحمت ہوئے ہیں۔

اب میں طول کلامی کی معافی مانگتا ہوں اور اس شعر پر دیباچہ کو ختم کرتا ہوں ؎

ہوش گر بخطا رسی و طعنہ مزن
کز ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

حیدرآباد دکن
۱۷ رجب المرجب ۱۳۳۳ھ

الملتمس
اضعف العباد اللہ الاکبر محمد منور خاں گوہر

ہوا پھر عالم افروز آفتابِ فضلِ یزدانی — دکھایا صبحِ عشرت نے پھر اپنا رُخِ نورانی

دیا ہر گل کو زر ہر نخل کو خلعت ہرا بخشا — بہار اب کر رہی ہے گلشنِ عالم میں سلطانی

بہار آئی یہ مژدہ باغباں دیتا ہے گلچیں کو — چمن میں آج اک اک شاخ ہے محوِ گل افشانی

بہارِ دلفریبی جلوہ گر ہے خندۂ گل سے — عیاں ہے نغمۂ بلبل سے اندازِ غزلخوانی

دکھاتا ہے بہار اپنے قدِ رعنا کی تن تن کر — ہوی ہے سرو کو قمری کا دل لینے میں آسانی

کوئی مستِ ترنم ہے کوئی مستِ تبسم ہے — بہارِ باغ ہے اب غنچہ و بلبل کی دیوانی

غنی و مفلس و ملا و جاہل سب ہیں متوالے — مئے عشرت کی ہے خمخانۂ عالم میں ارزانی

نسیمِ صبحدم نے تازگی ہر پھول کو بخشی — بھرا ابرِ کرم نے ہر شجر کی جڑ میں اب پانی

کیا ہے کشتیٔ درد و الم کو غرق اک دم میں — ہوی ہے قلزمِ عیش و طرب میں ایسی طغیانی

دکن کے شاہ کی مسند نشینی رنگ لائی ہے — بہارِ عیش کی باغِ جہاں میں ہے گل افشانی

تصدقِ حیدرؓ و عثمانؓ کا اب عثماں علیخاں کو — عطا کی حیدر آبادِ دکن کی حق نے سلطانی

کرے وردِ زباں نام اس عزیز الخلق سلطاں کا — جسے منظور ہو دل میں خلایق کے جگہ پانی

سناتا ہوں نیا مطلع سنوں گا مرحبا دس سے
کہ جسکے دل کے آئینے میں ہو عکسِ سخندانی

مطلع

سکندر کو بھی شکلِ آئینہ ہے اس سے حیرانی
وہ آئینہ سکندر جاہ تجھ کی ہے پیشانی

عجب کیا ہو اگر طالب ہما حضرت کے سایہ کا
کہ وہ ادنیٰ سا طائر ذاتِ اقدس ظلِ سبحانی

خدا رکھے تمہارے گوہرِ فطرت کا کیا کہنا
بھرے ہیں اس میں لاکھوں جوہرِ اخلاقِ انسانی

حسینانِ جہاں اس حسنِ صورت پر تصدق ہیں
ہوا پر تو فگن شاید فروغِ ماہِ کنعانی

شہا تہذیب و علمِ مغرب و مشرق میں یکتا ہو
دکن پنجاب لندن ایشیا یورپ کا ہو ثانی

سیادت نے بھی عزت دی ریاست نے بھی دولت دی
ملی عقبیٰ کی سرداری ملی دنیا کی سلطانی

رخ و عارض کے جلوہ ہی سے نامِ حسن روشن تھا
ہوئی نور علی نور اس پہ یہ پر تو پیشانی

بشارت دے رہی ہے دورِ دارا و سکندر کی
تری رسمِ جہاں داری تری طرزِ جہانبانی

تری دریا دلی کی مدح نے یہ آبرو دی ہے
کہ اک اک شعر میں گوہر نے کی ہے گوہر افشانی

وہ ہے تابع تمہارا اور تم کو ظلم سے نفرت
یقیں ہے اب کرے گا آسمان ترکِ ستم رانی

تری حکمت کو افلاطون کی حکمت سے نہیں نسبت
کہ ہے یہ نور وہ ظلمت یہ دانائی وہ نادانی

اٹھا دستِ دعا گوہر کہ ادعونی ہے قرآں میں
ملے گا مدعا لاتقنطوا ہے حکمِ ربانی

طفیلِ کوکبِ حلم و حیا عثمانؓ ذی النورین
رہے روشن الٰہی اخترِ اقبالِ عثمانی

تصدق پنجتنؑ کا آصفِ ہفتم رہے برسوں
سریر آرائے دولت زیب بخشِ تختِ سلطانی

کریں اونکی حمایت دو جہاں میں اولیاء اللہ
رہیں اونکے معاون غوثِ اعظمؓ شاہِ جیلانی

خوش و خرم رہیں ہماریں میں شاہ و شہزادے
عطا ہو سب کو عمرِ نوحؑ و اقبالِ سلیمانیؑ

سخاوت میں شجاعت میں سیاست میں عدالت میں
جہاں میں حشر تک ضرب المثل ہو عہدِ عثمانی

۲	قصیدۂ دوم اردو	۲۱
	مدح شاہِ عثماں کامراں	
	۳۱ ھ ۱۳	

نظر میں کھب گئی مستی کسی کی چشم شہلا کی
نہیں ممکن رہے دل میں ہوس اب جام صہبا کی

اسی رشکِ چمن گل پیرہن کا مجھکو دھیان آیا
بہارِ گل تماشائی ہے جسکے روئے زیبا کی

خرامِ ناز پر اوس سرو قد کے دل سے قرباں ہوں
قیامت پر قیامت ہر قدم پر جس نے برپا کی

ہزاروں دل لئے جسکی نگاہِ عشوہ پرور نے
ادائیں یاد آتی ہیں مجھے اوس شوخ رعنا کی

لبِ جاں بخش پر اوس دلربا کے مرمٹا ہوں میں
ہوئی پھر دھوم جسکے دم سے اعجازِ مسیحا کی

زمیں سے تا فلک روشن کیا ہے جسکے جلوہ نے
محبت کر گئی ہے دل میں گھر اوس ماہ سیما کی

عجب کیا اوس پری پیکر کی صورت ہو اگر دلکش
یہ ہے تصویر اخلاقِ حمیدہ شاہِ والا کی

شہ ملکِ دکن عثماں علیخاں آصفِ ہفتم
کہ جسکی ذات سے ہے آبرو اخلاقِ حسنیٰ کی

ترے گوہر ثنا و مدح حاضر ہیں بنا مطلع
تصدق آبرو جس پر ہو سلکِ دُرِ یکتا کی

مطلع

گہرباری نکیوں ضرب المثل ہو دستِ والا کی
کہ ہے اس گوہر افشانی سے ہمت پست دریا کی

تری رفعت تری شوکت کے ہم ہیں دیکھنے والے
سنے کون اب کہانی حشمتِ جمشید و دارا کی

عدالت پر ترا احسان ہے اے داد گر سلطاں
ہوئی بنیاد مستحکم جہاں میں عدل کسریٰ کی

طلب سے عار ہے بے مانگے تو دیتا ہے لاکھوں کو
نہ کیوں مشہورِ عالم ہو سخاوت ایسے داتا کی

ترے عہدِ ریاست کی سعادت روز افزوں ہے
ترقی پر ترقی ہو رہی ہے ساری دنیا کی

خدا نے آپ کو تمغہ دیا ہر دلعزیزی کا
ثنا خواں رات دن ہے ہر بشر کوئی نہیں تنہا کی

مسلماں کیوں نہ تجھکو ناصر ملت کہیں شاہا
تجھے منظور ہے ہر دم حمایت دین غرا کی

رعیت پروری نازاں نہ کیوں ہو ذات اقدس پہ
ہمیشہ کوششیں ہوتی ہیں بہبود رعایا کی

اٹھا دست دعا گوہر نہیں تاخیر کا موقع
اجابت انجمن آرا ہے اس بزم طرب زا کی

رہے تاباں تمہارا کوکب اقبال عالم میں
فلک پر روشنی جب تک رہے عقد ثریا کی

ثمر بخش جہاں جب تک نہال باغ مقصد ہے
بہار افزا ہو سرسبزی ترے نخل تمنا کی

مے دولت سے ساغر آپ کا خالی نہ ہو ہرگز
خراباتی منائیں خیر جب تک جام صہبا کی

۳ قصیدہ سوم اردو ۴۵

میں نے دیکھے خواب میں دو قصر دلکش پر بہار
تھے فروغ عیش سے دونوں برابر نور بار

دونوں آرائش میں یکتا دونوں آسایش میں طاق
دلفریبی اوس پہ قرباں دلکشی اس پر نثار

حسن میں بے مثل ہر ایوان رشک بوستاں
قدرت حق تھی نمایاں صنعت حق آشکار

شمع کافوری تھی روشن جس طرف دیکھا وہاں
روشنی بجلی کی تھی ہر جا کنول تھے بیشمار

سامنے ہر قصر عالیشان کے صحن پر فضا
صحن میں گلزار جس میں لالہ و گل کی بہار

ہر روش پر اک چمن ہر جا طرب کی انجمن
جشن جم اس پر فدا باغ ارم اس پر نثار

مطربان خوش گلو کی نغمہ سنجی جا بجا
مہوشان خوبرو کی ہر طرف دلکش بہار

بزم عشرت کی مچی وہ دھوم وہ ڈنکے بجے
وجد میں آتی تھی زہرہ آسماں پر بار بار

بادہ نوشی کا مہیا ہر طرف سامان تھا
جھومتی تھی نشہ میں گلشن کی ہر اک شاخسار

بے پیے رندوں کو دیکھے ہی سے آتا تھا سرور
تھی مے گلرنگ ہر شیشہ میں کیسی آبدار

عشرت افزا غم ربا ہیں شاد جس سے جان و دل
وہ مے گلگوں وہ سیر گل وہ ساقی گلعذار

باغ میں گل کھل رہے تھے عطر بیزی بزم میں
انجمن مثل چمن تھی عنبر افشاں مشکبار

میں ہوا حیراں جو دیکھا یہ مسرت کا سماں
پوچھا لوگوں سے کہ کیوں ہے آج سامان بہار

بولے وہ۔ سب مرد و زن مستِ شرابِ عیش ہیں ۔۔۔ ایک تو ہی بے خبر ہے ایک تو ہی ہوشیار
تو نے دیکھے ہیں جو دو قصرِ فلک رفعت یہاں ۔۔۔ زیب و آرایش ہے جنکی انتخاب روزگار
آج ان دونوں میں دو جشنِ طرب ہیں جلوہ گر ۔۔۔ جشن ایسے آسماں نے بھی نہ دیکھے زینہار
خسروِ ملکِ دکن کے اور اک بیٹا ہوا ۔۔۔ جشن اوسکی تہنیت کا ہے بفضلِ کردگار
شاہ کے شہزادۂ ثانی کی بسم اللہ ہے ۔۔۔ جشن ہے یہ دوسرا برسوں رہیگا یادگار
چونک اٹھا جب سنا یہ مژدہ میں نے ناگہاں ۔۔۔ خوش ہوا یہ مدح گو یہ مدح خوان یہ جاں نثار
اک نیا مطلع کہا جو ہے منور مہر ساں ۔۔۔ جسکا ہر مصرع ہے مثلِ سلکِ گوہر آبدار

مطلع

آپ کے قدموں پہ اے عالی گہر والا تبار ۔۔۔ تہنیت کے گوہرِ شہوار کرتا ہوں نثار
ہو مبارک ہو ہمایوں آج کا دن آپ کو ۔۔۔ یہ خوشی یہ عیش کے جلسے یہ جشنِ پر بہار
ہو یہ نو مولود شہزادہ خدا کے فضل سے ۔۔۔ لطف سے حضرت تقی حضرت علی کے کامگار
نامور شہزادہ جسکی تسمیہ خوانی ہوئی ۔۔۔ نام سے جسکے شجاعت ہے علی کی آشکار
اسکو یزداں شہسوارِ عرصۂ دولت کرے ۔۔۔ ہو بہادر شیر دل بہرِ شہِ دلدل سوار
مدح میں سرکار کی اک اور مطلع عرض ہے ۔۔۔ اے نظام الملک اے عثمانِ علیخاں تاجدار

مطلع

جسم ہے شہرِ دکن تو جان ہے اے شہریار ۔۔۔ یہ چمن شاداب ہے تو اس چمن کی ہے بہار
تیر زن گو سیکڑوں ہیں تم سا صید افگن کہاں ۔۔۔ اک اشارہ ہی میں کر لیتے ہو لاکھوں دل شکار
آصفی گلشن ریاضِ سلطنت باغِ دکن ۔۔۔ تیرے قدموں سے بڑھی ہے ہر گلستاں کی بہار
رستمِ دوراں کہا کرتے ہیں سب دنیا کے لوگ ۔۔۔ آپ میدانِ شجاعت کے ہیں ایسے شہسوار

جوہر مردانگی اوس تیغ کے قبضہ میں ہے
تیرے قبضہ میں ہے شاہا ایسی تیغ آبدار

ہی خجل اس سے چمن شرمندہ ہے اس سی ختن
نافہ خلق حسن ہے غیرت مشک تتار

رنگ لائے آپ کے رخسار رنگیں باغ میں
خار حسرت سے ہوا گل کا گریباں تار تار

رات دن تیرے عدو کی پائمالی کے لئے
کر رہا ہے شوخیاں یہ ابلق لیل و نہار

یہ عنایت یہ عقیدت دونوں ہیں ضرب المثل
تو رعایا کا ہے یاور وہ ہے تیری جان نثار

اک ہوا تیرے نسیم لطف کی باد سحر
ایک قطرہ تیرے بحر فیض کا ابر بہار

ہے خوشی خنداں کہ سب دلشاد ہیں خوشحال ہیں
غم ہوا نالاں کہ اب میں ہو گیا ہوں دلفگار

اسکی بارش عارضی اوسکی نوازش ہر گھڑی
ابر نیساں دست فیضاں سے نہ کیوں ہو شرمسار

سب جہاں دربار فیض آثار سے ہے بہرہ ور
ناامید اس در سے پھرتا ہے نہیں امیدوار

ہے کرم پر لطف تیرا فیض پر تیرا کرم
تجھ سے بخشش کو شرف ہمت کو تجھسے افتخار

ایسا دعا کرتا ہے گوہر صدق سے اخلاص سے
اے مرے رب اے مرے خالق مرے پروردگار

یہ زمیں جب تک رہے یہ آسماں جب تک رہے
ہو زمیں والوں پہ لطف خسرو گردوں وقار

یہ شہ ذیشاں رہے جب تک زمیں پر حکمراں
تابع فرماں رہیں ہفت آسماں لیل و نہار

اوسکے قدموں سے ملے رفعت زمیں کو چرخ کی
اوسکی شان برتری سے ہو فلک بھی شرمسار

اوسکے بدخواہوں کو مٹی میں ملائے آسماں
سربلندی سرفرازی پائیں اوسکے جاں نثار

۴۵	قصیدہ چہارم اردو	۴

میں بھی ہوں میکدۂ عشق کے سرشاروں میں
کیف یہ کب ہے خرابات کے میخواروں میں

یہ وہ مے ہے جسے صوفی بھی پیا کرتے ہیں
ہے گنہ عشق تو میں بھی ہوں گنہگاروں میں

رات دن بیخود و مدہوش رہا کرتا ہوں
میں وہ غافل ہوں گنا جاتا ہوں ہشیاروں میں

محفل مہر و محبت ہے منور ہم سے
نام روشن ہے ہمارا بھی وفاداروں میں

دم جو بھرتے ہیں زمانے میں مسیحائی کا
وہ بھی اوس رشکِ مسیحا کے ہیں بیماروں میں

مثلِ فرہاد کروں دشت نوردی پھر کیوں
اپنا معشوق تو پنہاں نہیں کہساروں میں

کی ہے تعمیر کہنِ عشق کی جس نے ترمیم
نام اپنا بھی ہے اس قصر کے معماروں میں

خنجرِ عشق کے کشتے کبھی مرتے ہی نہیں
ایسا جوہر ہے چمکتی ہی تلواروں میں

دلِ پر درد کا ہمدرد نہیں ہے کوئی
غمِ جاں کاہ فقط ایک ہی غمخواروں میں

داغ کی آگ نہ بھولے سے جلائے جسکو
دل وہ جل جائے دہکتے ہوئے انگاروں میں

جمع ہوتے نہیں اوراقِ پریشاں اسکے
یہ ہی لکھا دلِ عشاق کے سیپاروں میں

داغ کے پھول کے گجروں سے ہوا سکی رونق
رنگ لایا ہے دلِ زار انھیں ہاروں میں

عشق کی راہ میں ہیں شیخ و برہمن یکساں
فرق کچھ بھی نہیں تسبیح میں زناروں میں

غم کوئی ہے جسکو نہ ملے آزادی
وہ نہیں دامِ محبت کے گرفتاروں میں

ذکرِ غم کا ہے عبث یہ تو خوشی کے دن ہیں
عید ہی عید مسرت کے طلبگاروں میں

شاہ عثمان علیخاں کی جو ہے سالگرہ
ہر طرف تازہ بہار آئی ہے گلزاروں میں

گوھو اک مطلعِ دلچسپ سناؤ جسکی
قدر اب جنسِ سخن کی ہو خریداروں میں

مطلع

منتخب آصفِ سابع ہے جہانداروں میں
ہے یہی ذکر سلاطیں کے درباروں میں

رخِ سرکار سے پھر گرم ہے بازار اوسکا
دھوم جس حسن کی تھی مصر کے بازاروں میں

حیدرآباد بھی ہے کیا چمنِ روح فزا
تازگی اوسکی کہاں ہند کے گلزاروں میں

شاہ کی دادرسی کے ہیں جہاں میں چرچے
مشورے رحم کے ہوتے ہیں جفاکاروں میں

کیوں نہ عثماں علیخاں کو ہو نصرت حاصل
کہ ہیں عثمانؓ و علیؑ اونکے مددگاروں میں

کیا تجمل ہے سواریِ جلوسِ شہ کا
مثلِ جمشید ہزاروں ہیں عملداروں میں

کان و بستاں ہو کہ ہو قلزم و ابرِ نیساں
شہ کی سی فیض رسانی نہیں ان چاروں میں

کیوں نہوں اہلِ دکن تابعِ شرع و سنت
بادشہ خود ہے شریعت کے طرفداروں میں

مکہ مسجد میں حضور آئیں گے اب بہرِ نماز
یہ خوشی رہتی ہے ہر جمعہ کو دینداروں میں

دشمنوں کے بھی معاون ہیں حضورِ عالی
حوصلہ ہے یہ کہاں دوسری سرکاروں میں

جسکو حضرت کا قدمبوس سرافراز کرے
کیا تعجب ہے جو شامل ہو وہ سرداروں میں

جلوۂ حسن ترا اور حسینوں میں نہیں
نورِ خورشیدِ منور کا کہاں تاروں میں

لقبِ ظلِ خدا فضلِ خدا سے پایا
اب ہما ہے ترے سایہ کے طلبگاروں میں

طاقتِ منتظمہ شاہ کے خدام میں ہے
قوت موجدہ ہے غاشیہ برداروں میں

ہوتی رہتی ہے عماراتِ جدیدہ کی بنا
روز ہلچل سی رہا کرتی ہے معماروں میں

جاری ہوتے ہیں فرامین نئے اور مفید
ہم پڑھا کرتے ہیں ہر روز یہ اخباروں میں

آپ کے عہد میں وہ مکر و فریب اب نہ رہے
راستبازی کی ہوا چلتی ہے عیاروں میں

کی حمایت جو نیورسٹیِ مسلم کی
جوش پیدا ہوا تعلیم کے غمخواروں میں

پانچ لاکھ آصفِ سابع نے دیا ہے چندہ
تذکرے ہوتے ہیں ہر سمت یہی یاروں میں

لطفِ شاہی نے ستارہ مرا چمکایا ہے
اب سعادت ہے مرے غاشیہ برداروں میں

شاہِ جمجاہ کی توصیف کا پایا ہے شرف
آج اقبال ہے گوہرؔ کے خریداروں میں

عمر بھر وہ رہے مداحِ نظامِ ہفتم
اوسکی ہر نظم کی شہرت ہو طلبگاروں میں

جاں نثاری کی بدولت ہو فروغ اوسکو بھی
شاہ کے خیر سگالوں میں وفاداروں میں

اب تہِ دل سے یہ گوہرؔ کی دعا ہے یارب
مہرِ پرنور کی جب تک ہے ضیا تاروں میں

طالعِ شاہ میں برجیس بنے ہر اختر
نام کو بھی نہ نحوست رہے سیاروں میں

ہر گھڑی شاہ کے اقبال کے گلشن میں رہے
سال بھر جتنی بہار آتی ہے گلزاروں میں

باغِ عالم میں عدو کا گل مقصد پنہاں
یاس کے درد کے حسرت کے رہیں خاروں میں

شاہزادوں پہ رہے آپکا ظلِّ شفقت
جاہ و اقبال رہیں اونکے مددگار و معیں

۵	قصیدۂ پنجم اردو	۲۴

ہم اونھیں ماہ جبیں مہر لقا کہتے ہیں
دیکھئے شمس و قمر اب ہمیں کیا کہتے ہیں

لوگ اوس چشمِ فسوں ساز کو کیا کہتے ہیں
ہم اوسے صبر شکن ہوش ربا کہتے ہیں

میں نے مانا کہ دیا دل تو خطا ہے میری
جو ادا تم نے دکھائی اوسے کیا کہتے ہیں

نالہ سو بار کیا اون کو خبر تک نہوئی
اور پھر ہم اوسی نالہ کو رسا کہتے ہیں

آنکھ سے آنکھ ملاتے بھی ہو انجان بھی ہو
یہ جو ہے مہر تو پھر کس کو جفا کہتے ہیں

بیوفا کہتے ہیں مجھکو کہ تجھے اے ظالم
سن ذرا غور سے کیا اہلِ وفا کہتے ہیں

ناز سے اوس نے کہا فتنۂ محشر ہے یہی
میں نے پوچھا تری رفتار کو کیا کہتے ہیں

اشک و آہِ دلِ عاشق کا یہ مضموں ہے بنا
شہر الفت کی اوسے آب و ہوا کہتے ہیں

بولے وہ سامنے آکر کہ یہی ہے شوخی
چھپکے چلمن میں کہا اسکو حیا کہتے ہیں

دل لئے جاتا ہے اوس چاہِ ذقن کیجانب
ہم اسے خضر اوسے آبِ بقا کہتے ہیں

تم نے اپنے لبِ جاں بخش کا بوسہ نہ دیا
کوں سے درد کی پھر اسکے دوا کہتے ہیں

اور افسردہ ہوا دل جو ہوا اوسکی لگی
گلشنِ یار کو کیوں روح فزا کہتے ہیں

نہ گئی آہ مری بابِ اثر تک نہ گئی
پھر غلط کیا جو اسے پا بجا کہتے ہیں

اختلاف ایک ہی نقطہ کا ہے ہم دونوں میں
میں دعا کرتا ہوں وہ اوسکو دغا کہتے ہیں

اوس نے دامن کی ہوا دی تو کھلا غنچۂ دل
یہ ہوا وہ ہے جسے رشکِ صبا کہتے ہیں

جو برے ہوتے ہیں اچھوں کو بھی کہتے ہیں برا
جو ہیں اچھے وہ بروں کو بھی بھلا کہتے ہیں

دل یہ کہتا ہے چلو شاہ سے فریاد کرو
ہم جو اوس شوخ کو بانیِ جفا کہتے ہیں

شاہ وہ کون جو ہے زیب دہِ تختِ دکن
کہ جسے اہلِ جہاں ظلِّ خدا کہتے ہیں

مدح سرکار میں لکھتا ہوں وہ روشن مطلع
نور بخشی میں جسے مہر سما کہتے ہیں

مطلع

لوگ اِس خسروِ جم جاہ کو کیا کہتے ہیں
اخترِ برجِ شرف ماہِ عطا کہتے ہیں

میر عثمان علیخاں شہِ دریا دل ہے
اوسکو بحرِ کرم و فیض و سخا کہتے ہیں

یہ ہے اک ظلِ خدا اور وہ طائر ادنیٰ
سایۂ شاہ کو کیوں ظلِ ہما کہتے ہیں

دوسرا نام ترے ناخنِ تدبیر کا ہے
جسکو اربابِ خرد عقدہ کشا کہتے ہیں

اپنا گو دوست نہیں شہ کا ہوا خواہ تو ہے
دلِ بے مہر کو ہم سکا مردا کہتے ہیں

نظر شاہ میں ہے جوہر تالیف قلوب
کاہ ہر دل ہے اوسے کاہ ربا کہتے ہیں

لوحِ پیشانیِ سلطانِ دکن کہتی ہے
مجھکو آئینۂ اقبال نما کہتے ہیں

تیرے عارض کو ترے خال کو تیرے رخ کو
مہر تاباں۔ مہ پر نور۔ سہا کہتے ہیں

تجھکو کہتے ہیں سخی نیک بہادر۔ عادل
برمحل ٹھیک درست اور بجا کہتے ہیں

جادۂ راستی و عدل بنا شارع عام
تجھکو اس راہ کا اب راہنما کہتے ہیں

جسکو دیکھا ہوئی اوس شخص کی طینت کی خبر
ہاں اسے روشنیِ طبعِ رسا کہتے ہیں

حسنِ صورت کو ترے حسنِ عنایت کو ترے
دلربا کہتے ہیں اند وہ ربا کہتے ہیں

نغمۂ مدح یہ کہتا ہے دلِ سامع سے
شاد ہو جا کہ مجھے عیش فزا کہتے ہیں

ختم کرتا ہے قصیدہ کو دعا پر گوھر
اسکو آئین و شعار شعرا کہتے ہیں

شاہ کی عمر بڑھے شاہ کا اقبال بڑھے
سحر و شام یہی اہل دعا کہتے ہیں

قصیدۂ ششم تقریب

افتتاح مدرسۂ معینیۂ عثمانیہ اجمیر شریف خواندہ شد

مورد فضلِ خدا ہے کشورِ ہندوستاں
سرزمینِ ہند دارد ہمسری با آسماں
آستانِ خواجۂ اعظم کی رفعت دیکھئے
فرقِ خود بر خاکِ ایں در سودہ گردد سرفراز
یہ سعادت حق نے آصف جاہِ ہفتم کو بھی دی
خضرِ شوقش رہبرش گشت و سعادت یاورش
خواجہ صاحب کی سفارش سے خدا دیگا اوسے
در دو عالم خواجۂ اجمیر دارد از کرم
والیانِ ملک کو ہی ناز اوسکی ذات پر
شرع و سنت راست حامی دین و ملت را معیں
مدرسہ قایم کیا ہے شاہ نے اجمیر میں
از عنایاتِ نظامِ علم پرور دیں پناہ
آصف ہفتم سپہرِ برتری کے فیض سے
علملے سرگرمِ تحصیلِ علوم دینویست
جسطرف دیکھو اودھر دریا ہے آبِ شور کا
ہمچو نیساں گاہ گہ بارد سحابِ علم دیں
علم دیں کی ہے ضرورت آدمی کے واسطے
روشن است آئینۂ خلقِ حسن از نورِ علم
الغرض جس مدرسہ کا ذکر اب میں نے کیا

دیکھو اس جا جلوہ گر ہیں خواجۂ عرش آشیاں
جلوہ افروز است اینجا آفتابِ چشتیاں
دست بستہ با ادب آتے ہیں شاہانِ جہاں
طالعِ ہر کس کہ باشد با سعادت تواماں
حیدرآباد دکن سے آے ہیں اب وہ یہاں
جانبِ اجمیر آمد شاہِ عالی دودماں
جاہِ قیصر حشمتِ اسکندر اقبالِ کیاں
ایں جواں شاہ دکن را شادماں و کامراں
حضرت عثماں علیخاں میں ہیں لاکھوں خوبیاں
علم را جوہر شناس است و ہنر را قدرداں
جس میں دینی علم کی تعلیم ہوگی بے گماں
شد نظامِ علمِ دینی تخت آرا ے جہاں
ہے زمینِ علمِ دیں رفعت میں ہفتم آسماں
شایقینِ علمِ دیں را ہر کجا نبود نشاں
آبِ شیریں کی فقط نہریں ہیں عالم میں رواں
ابرِ علمِ دینوی باراں بعالم جاوداں
ہوں بدولت اسکی جوہر آدمیت کے عیاں
باشد از اخلاقِ حسنی فضلِ انسانِ جہاں
آج اوسکی افتتاحی رسم ہوتی ہے یہاں

گوہر اکنوں عذر خواہی میکند از اہلِ فضل
میکند بر نغمہ سنجی و دعا ختمِ بیاں

مدرسہ کے بانیٔ فرخ شیم پر رحم کر
اے خدائے دو جہاں اے خالقِ کون و مکاں

روز افزوں باد یا رب رونقِ ایں مدرسہ
از طفیلِ سرورِ عالم رسولِ انس و جاں

بانیٔ نامی کے حامی دین و دنیا میں رہیں
خواجۂ ذیشاں معین الدین معینِ بیکساں

ساغرش معمور باد و خنجرش منصور باد
باد نصرت ہمنشیں و باد عشرت ہمعناں

حاضرینِ بزم پر اس گوہرِ مداح پہ
خواجہ صاحب کا رہے ابرِ کرم گوہر فشاں

۷	قصیدۂ [illegible] فارسی	۳۰

چو شد قبای ترا و اشبِ وصال گرہ
نماند در دلِ من باز از ملال گرہ

گرہ زد است برابروِ نگار بدر جمال
عجب کہ ماہ فگند است در ہلال گرہ

بہ الفتِ گرہِ خالِ تو گرفتارم
ز داغہا بدلم ہست خال خال گرہ

حکایتِ غمِ ہجر است ایں شکایت نے
چرا بابروے تست اے پری جمال گرہ

اگر بناز بخندی شود چو گل خنداں
دلم کہ غنچہ صفت ہست از ملال گرہ

گرہ بہ گیسوے تو مانعِ خلاص بود
اسیرِ زلفم و باشد مرا وبال گرہ

بنیم غمزۂ حیرت ہمہ کشادہ شود
بکارِ من گر افتاد است صد محال گرہ

کشادِ بندِ قبایت کشاد عقدۂ من
کشادہ شد ز گرہ در شبِ وصال گرہ

ہزار غنچہ بخندید وائے بہ دلِ من
کہ ہست در غمِ ہجرِ تو از ملال گرہ

غمِ فراقِ تو آرے بود ملال افزا
ببیں بہ میمِ ملال است از ملال گرہ

رسید فصلِ طرب ذکرے از ملال چرا
کہ پادشاہ دکن راست رسمِ سالگرہ

شہے کہ ناخنِ الطافِ او بچشم زدن
کشاید اہلِ جہاں را ز پیں نوال گرہ

چہ عام گشت کشایش بفیضِ ایں شادی
ز کارِ خلق شدہ باز ہر محال گرہ

به اوجِ کنگرهٔ مدحِ او چگونه رسد — که هست طایرِ فکرِ مرا ببال گره

زبانِ حاسدِ بدگوے عیب‌جوئیش را — فتد بوقتِ سخن چون زبانِ لال گره

به بحر از صدف و در صدف بود ز گهر — ز رشکِ بخششِ سلطانِ ذی نوال گره

بیک اشارهٔ قدرتش بکارِ اہلِ ستم — سپہر افگند از ناخنِ ہلال گره

بیک کرشمهٔ لطفش نگاهِ مہر تباں — کشاید از دلِ عشاقِ خسته‌حال گره

شہا بود بلبِ گوہرِ ثنا خوانت — نواے تہنیتِ این خجسته فال گره

دعاے اوست که افتد برشتهٔ عمرت — گره موافقِ اعدادِ رسمِ سالگره

۸ — قصیدهٔ ہشتم فارسی المسمیٰ به گوہرِ ہمت — ۳۸

بخواب اندر شبے دیدم پری پیکر قمر سیما — رخش روشن لبش رنگین خطش دلکش قدش رعنا

رخش از یاسمن خوشتر لب از لعلِ یمن خوشتر — خطِ او روکشِ ریحان قدِ او غیرتِ طوبےٰ

صفا آئینِ جبینِ او تجلی خوشه‌چینِ او — درخشان است و تابان عالم افروز است و نورافزا

دو رخسارش گل و لاله رخش ماه و خطش ہاله — خرامش فتنه انگیز و قیامت خیز و آفت زا

لبِ او خنده زن چون گل فدایش خلق چون بلبل — چو سنبل پیچ خمش کاکل چو نرگس چشمِ او شہلا

تکلم جان فزا باشد تبسم دلربا باشد — از ان عشرت گزین دلہا وزین راحت قرین جانہا

ادایش ناز پرور نازِ او باشد ادا گستر — نگاہش مہر افزا غمزهٔ او می‌برد دلہا

بچشمش جلوهٔ مستی چه مستی مستیِ وافر — جہانے مست بے ساغر چه ساغر ساغرِ صہبا

ندیدم در جہان گاہے چنین غیرت دہِ ماہے — بخوبی بہتر از خوبان به محبوبیت بے ہمتا

از و نامش چو پرسیدم بخندید و بگفت اینک — منم تصویرِ اخلاقِ حمیده شاهِ والا را

امیر المومنینِ ہند سلطانِ دکن کز وے
خجل در عدل و داد و جود و ہمت حاتم و کسرا
بگوشم خورد چوں ایں مژدہ من برجستم از شادی
چکید از خامۂ مدحت طرازم مطلعِ زیبا

مطلع

بصولت مثلِ اسکندر بہ رتبت ہمچو جم یکتا
بشوکت ثانیٔ قیصر بہ حشمت ہمسرِ دارا

عطا بر گوہرش نازاں دلش بحریست بے پایاں
درافشانست چوں نیساں گہر ریزاست چوں دریا

جواں مرد و جواں سال و جواں بخت و جواں دولت
جہانگیر و جہانباں و جہاندار و جہاں آرا

قدر قدرت قوی شوکت فلک رفعت ملک سیرت
قمر پیکر بلند اختر فریدوں فر سریر آرا

بچرخِ سلطنت رانی مہِ رخشاں مہِ کامل
بہ ملکِ حسن لاثانی شہِ ذیشاں شہِ والا

جہانداری بود احساں پذیرِ کلکِ زرریزش
جہانگیری رہینِ منتِ شمشیرِ جاں فرسا

سیاست کامگار از وے فراست نوربار از وے
عدیلِ اوست نایاب و مثیلِ اوست ناپیدا

شجاعت ہمعنانِ او شہامت رازدانِ او
سخاوت میہمانِ او عدالت پاسبانِ او را

بود ایں ظلِ سبحانیؒ مطیعِ حکمِ ربانیؒ
ہزاراں شکرِ یزدانیؒ چنیں سلطان ست آں شاہِ ما

مطیعِ شرع و سنت حامیِ دیں ناصرِ ملت
ز ہر فعل و ز ہر قولش ہویدا معنیٔ تقوے

نظام الملک میر عثمان علیخاں آصفِ ہفتم
سکندر جاہ محبوبِ خلایق افضل و اعلیٰ

شہا گوہر فشانی دعا ہا می کند گوہر
اجابت زانکہ چوں نیسانست گوہر بار و دریا

کند لبریز گوہر دامنت ابرِ نوالِ حقؒ
گہر تا آبرو دارد بود تا درفشاں دریا

ز کانِ فیضِ باری گوہرِ مقصد بکف آری
کنی جیبِ امیدِ اہلِ حاجت پُر ز گوہرہا

کنی ہر قطرہ را پر آب مثلِ گوہرِ غلطاں
دہی رنگینیِ لعلِ یمن ہر سنگِ خارا را

مہِ تابانِ اقبالت بہ طلعت مہرِ انور باد
شود ایوانِ اجلالت بہ رفعت گنبدِ خضرا

ز اوصافِ جہاں پروریہی داری قوی لشکر
کنی در عرصۂ گیتی مسخر کشورِ دلہا

جہاں از روے شود روشن وزیں مقصودِ ہر دشمن — منور اخترت بادا مظفر خنجرت بادا

ز باغِ عیش و عشرت ہر ہوا خواہِ تو گل چیند — ز داغِ رنج و حسرت باد گرمیِ دلِ اعدا

ہمہ شہزادگاں و دختران نیک اختر ہم — بزرگ و شادماں مانند در دنیا و در عقبیٰ

حمایت ہم علیخاں اولیں شہزادۂ ذیشاں — طفیلِ شاہِ مرداںؓ فضلِ یزداںؒ حامیش بادا

دوم شہزادہ را باشد شجاعت با علی خاں نام — شود در جاہ و اقبال و شجاعت نامیِ یکتا

سوم شہزادہ میر احمد علی خاں کامراں مانند — بجاہِ احمدِؐ مختار شاہِ یثرب و بطحا

کند کاظم علی خاں چارمیں شہزادہ را داورؒ — سر افراز جہاں بہرِ امامِ کاظمؑ یکتا

عزیز و محترم لطفِ امامِ ضامنِ ثامن — کند شہزادۂ خامس رضا و ہم علیخاں را

گہرہا ریخت در مدحِ شہِ گوہر فشاں گوہر — بود موسوم ایں نظمش بنامِ گوہرِ یکتا

۹	قصیدۂ ہفتم فارسی تہنیت سالگرہ سلطان ۱۳ ھ ۳۱	۱۵

قصیدۂ ہفتم فارسی

تہنیت سالگرہ سلطان

۱۳ ھ ۳۱

مرحبا طرفہ بہار آمدہ در باغِ زمن — حبذا لالہ عذار آمدہ ہر گل بچمن

درفشانید چہ شہوار سحابِ رحمت — بشگفانید بگلزار چہ نسرین چہ سمن

سازِ عشرت شدہ ہمراز نواہاے طرب — رازِ بہجت شدہ ہمسازِ عروسانِ چمن

می وزد بادِ سحر ناز کناں در عالم — می دمد عیش ز ہر ناحیۂ ہند و دکن

شاہ عثمان علی راست کنوں سالگرہ — پُر ز گلہاے طرب ہست جہاں را دامن

شہریارے کہ بود شہرِ کرم بحرِ سخا — تاجدارے کہ بود ماہ عطا شاہ دکن

سخت حیراں شدہ ہر کوکبِ رخشاں بفلک
نور افشاں شدہ چوں مہرِ جہاں مطلعِ من

مطلع

جبہات مہوشں ورخ روشن و عارض گلشن ‏ ‏ ‏ ہریکے صورتِ خورشید بود نور فگن

لمعۂ روے تو نورِ نظرِ ہر مہوش ‏ ‏ ‏ جلوۂ کوے تو لختِ جگرِ ہر گلشن

جوہرِ نور زہر ذرہ پدیدار شود ‏ ‏ ‏ اخترِ حسن تو جائیکہ شود جلوہ فگن

روی انصافِ تو مسجودِ عدالت کیشاں ‏ ‏ ‏ بوے اوصافِ تو جاں پرورِ اخلاقِ حسن

عقلِ تو نور فزاے خردِ فلسفیاں ‏ ‏ ‏ فکرِ تو ہوش رباے عقلاے لندن

نامہ پر نور شود آئینہ ساں اے گوہر ‏ ‏ ‏ خامہ مامور شود بہر دعا چوں ازین

تا بگلزارِ جہاں لالہ و سنبل باشد ‏ ‏ ‏ تا بود خار نہاں در برِ ہر گل بچمن

گل ہوا خواہ بردار چمنستانِ طرب ‏ ‏ ‏ مثلِ خار آہ خلد در دل و جانِ دشمن

۱۰ قصیدۂ دوم فارسی ۳۱

چوں برآوردم سر از خوابِ سحر ‏ ‏ ‏ یافتم آفاق بر طرزِ دگر

بارک اللہ وہ چہ صبحِ دلکشا ‏ ‏ ‏ از صباحِ خلد رونق بارتر

وہ چہ صبحے کز صفا می تافت رخ ‏ ‏ ‏ از جبینِ مہوشاں تابندہ تر

باغِ عالم بود بستانِ طرب ‏ ‏ ‏ از خریفِ غم نماند اصلا اثر

رنگِ بہجت می چکید از شش جہت ‏ ‏ ‏ نورِ شادی بود ہر سو جلوہ گر

ہر طرف جوشِ بہارِ سور بود ‏ ‏ ‏ ہر طرف آثارِ عشرت را گذر

بود از بس مستیِ صہباے عیش ‏ ‏ ‏ از خمارِ غم جہانے بے خبر

ہریکے خنداں چو گل از خرمی ‏ ‏ ‏ نغمہ زن ہر کس چو مرغانِ سحر

رنگِ بزمِ عیش ہر کس ریختہ ‏ ‏ ‏ محفل آراے مسرت ہر بشر

آں یکے مصروفِ سامانِ طرب / وین دگر کردہ لباسِ نو بہ بر

گشتم از نظارۂ وضعِ جہاں / محوِ حیرت آئینہ ساں سر بسر

سرِ بجیبِ فکر گشتم غوطہ ور / ناگہاں بادِ صبا آمد ز در

گفت اے بہر چہ در اندیشہ / اے زعقلِ خردہ بیں نا بہرہ ور

صبحِ عید است ایں کہ گردید آشکار / فکر را از دل بکن اکنوں بدر

بر درِ او شو پئے تسلیم خم / آنکہ باشد خسروِ عالی گہر

حضرت عثماں علی شاہ دکن / آصفِ ہفتم نظامِ نامور

چوں شنیدم ایں سخن برخواستم / گوہرِ مدحش بسفتم زود تر

مطلعش اینک چکید از خامہ‌ام / آنکہ باشد رو کشِ سلکِ گہر

مطلع

دستِ جودش فیض را باشد مقر / چوں خدف بیقدر پیشِ او گہر

ایں بری از داغ وآں دارد کلف / کے جبینش را تواں گفتن قمر

علمِ او بحریست اما بے کراں / حلمِ او گردوں ولے خالی ز شر

طبعِ او آئینۂ ذہن و ذکا / سینہ اش گنجینۂ علم و ہنر

فتنۂ بیدار خوابیدہ شود / بشنود افسانۂ عدلش اگر

خوشہ چینِ خرمنِ جاہش حشم / فیض از خوانِ نوالش بہرہ ور

تواماں تقدیر با تدبیرِ او / چوں دعائے سینہ ریشاں با اثر

قطرہ افشاں ابرِ فیضش گر شود / سرو بے بر در چمن آرد ثمر

گنج پرویزش پشیزے پیش نیست / چیں گوہر باری وایثارِ زر

بر دعا ختمِ سخن کن گوہرا / تا شود ایں نغمہ مرہونِ اثر

خسروا بادا ہمایون بر تو عید / از طفیل حضرت خیر البشرؐ

تا بود ترک فلک خنجر بکف / جوہر تہنیت بود فتح و ظفر

اختر اقبال تو تابندہ باد / ہمچو روز عید تا دور قمر

۱۱ قصیدۂ یازدہم اردو ۱۹

اے محو قدمبوسی تو اورنگ حکومت / افسر بسرت زیر نگیں خاتم دولت

اجمیر سے تشریف جو لائے ہو دکن میں / شاداں ہیں بہت خیر سگالان ریاست

ہر آنکھ نے پھر مہر جمال آپکا دیکھا / ہر دل ہوا پھر مطلع انوار مسرت

پھر خلق کو شاہانہ سواری نظر آئی / ظاہر ہوئی پھر خسرو جم جاہ کی شوکت

کیا فضل ہے بخشی ہے ہمیں نعمت عظمیٰ / ہی حد سے سوا منعم برحق کی عنایت

یہ نیک سفر کیوں نہ وسیلہ ہو ظفر کا / تھی اس سے غرض خواجۂ ذیشانؒ کی زیارت

وہ کون جسے کہتے ہیں سب ہند کا سلطاں / کس ملک میں مشہور نہیں اوس کی ولایت

اجمیر کی جانب گئے دو وقت حضور آپ / پائی نہ کسی شاہ دکن نے یہ سعادت

دربار سے خواجہؒ کے جزا اسکی ملے گی / بیکار نہوگا کبھی یہ حسن عقیدت

اقبال میں دولت میں خدا دے گا ترقی / ہی خواجۂ اجمیر پہ اللہ کی رحمت

سرکار کا یہ عہد ریاست ہے مبارک / اس بات کے قائل ہیں سب ارباب بصیرت

تاریخ دکن کیوں نہو اس عہد پہ نازاں / ہی ملک جو سرسبز تو خوشحال رعیت

ہمت میں تدبر میں عدالت میں کرم میں / ہر ملک میں ہر شہر میں ہے آپکی شہرت

پابندی مذہب کا ہے پاس آپکو ہر دم / دن رات ادا ہوتے ہیں احکام شریعت

اس شان کا سلطان بہت کم نظر آیا / سب کو نہیں ملتی یہ خداداد سعادت

گوہر کی تہ دل سے الٰہی یہ دعا ہے / عثمان علی خاں پہ رہے تیری عنایت

باشوکت واجلال بصد حشمت واقبال
رکھ اوسکو جہاں میں صد ہی سال سلامت

اولاد کا سکھ اوسکو دکھا اپنے کرم سے
دارین کی ہو سب کو عطا عزت و راحت

خواجہ کی زیارت ہوئی جسطرح میسر
حاصل ہو اوسے تیرے نبی کی بھی زیارت

قطعہ تہنیت عید الاضحیٰ

نزول عشرتِ عید الاضحیٰ مبارکباد
طلوعِ صبحِ طرب انتما مبارکباد

باہتزازِ نسیم مسرتِ جاوید
کشادِ غنچۂ خاطر ترا مبارکباد

اگر روی بچمن بہرِ سیر عرصہ وہد
بنغمۂ بلبلِ دستانسرا مبارکباد

رواں شوی چو سوے بحر بحر از لبِ موج
کند ز جوششِ عقیدت ادا مبارکباد

فگندہ سایہ چو بر فرقِ چون تو ظل اللہ
عروجِ بخت بہ بالِ ہما مبارکباد

تراست پاسِ دلِ خلق و دل حریم خدا
مدام طوفِ حریمِ خدا مبارکباد

برائے تہنیت امروز آمدہ بدرت
سزد بگویم اگر عید را مبارکباد

پئے حصول جمیعِ مقاصدِ دارین
ز جملہ خیر سگالان دعا مبارکباد

دعاے دولت و مدح شمائلِ فرخ
بضمنِ تہنیت خسروا مبارکباد

ہماں خوشی کہ بہ حجاج ہست در عرفات
بدوستانِ تو صبح و مسا مبارکباد

تپد چنانکہ پس از ذبح گاوِ قربانی
تپش ز درد و الم خصم را مبارکباد

بفضلِ ربِ مجیدت بود مبارک عید
ستایشِ تو بہ گوہر شہا مبارکباد

خمسہ دعائیہ متضمن بر تہنیت عید الاضحیٰ

اے بہارِ چمن آرائے گلستانِ دکن
اے مہ اوجِ شرف مہرِ درخشانِ دکن

اے جواں بخت جواں سالِ سلیمانِ دکن
نامور آصفِ ہفتم شہِ ذیشانِ دکن

عید قربان طرب فال مبارک باشد
عیدها تا صد و سی سال مبارک باشد

هوش و ادراک بزرجمهر داری
شوکت و رفعت کیخسرو و قیصر داری
صولت و عظمت دارا و سکندر داری
فر و شکوه طغرل و سنجر داری

روز و شب رحمت فضل جهان یاور تست
بادا حشمت و اقبال کیان چاکر تست

خسروا فتح و ظفر جوهر صمصام تو باد
ششجهت هفت فلک تابع احکام تو باد
بادهٔ عیش و مسرت همه در جام تو باد
جاه موفور و فزون شوکت احتشام تو باد

رشک حاتم شدهٔ دولت قارون یابی
جوهر حکمت لقمان و فلاطون یابی

سالها زیب ده مسند آبا باشی
بهره یاب ثمر نخل تمنا باشی
در گلستان ریاست چمن آرا باشی
کامران باشی و خرم بجهان تا باشی

کوکب کوکبه‌ات رشک مه و پروین باد
این دعا از من و از جمله جهان آمین باد

حیدرآباد دکن تا ابد آباد بود
هر هوا خواه تو از درد و غم آزاد بود
این چمن داغ نه گلشن شداد بود
دشمنت خوار و جگر خسته و ناشاد بود

رونق بحر جهان باد تنها گوهر تو
باشد این گوهر مداح ستایش گر تو

رباعی

ملک دکن از نظام هفتم آصف
روشن بصفات نیک چون هفت اختر
سرسبز شود بکام هفتم آصف
در هفت اقلیم نام هفتم آصف

رباعیات

ایں آصفِ ہفتم است سلطانِ غنی
از نام مبارکش عیاں شانِ غنی
در حلم و عطا وجود و جرأت یکتا
ہمنامِ علیؓ سمیِ عثمانِ غنیؓ

از نورِ مہِ سیاستِ عثمانی
روشن فلکِ ریاستِ عثمانی
صد شمعِ ترقیٔ دکن افروزد
از بارقۂ فراستِ عثمانی

تا حلم و حیا بذاتِ عثماںؓ نازد
تا علم و عطا بہ شاہِ مرداںؓ نازد
برتر صفتِ قدرِ کمال و جوہر
بر گوہرِ عثماں علی خاں نازد

کیا شان ہے تیری مسند آرائی کی
ضامن ہے طرب کی روح افزائی کی
زندا کیا عیشِ جم کو پھر دنیا میں
اس جشنِ ہمایوں نے مسیحائی کی

اس جشن کو جشنِ جم کا ہمسر پایا
انصاف تو یہ ہے اوس سے برتر پایا
دربارِ جلوس آصفِ ہفتم کو
عشرت افزائے ہفت کشور پایا

پھولا چمنِ عیش گلستاں کیطرح
ہر دل ہے شگفتہ گلِ خنداں کیطرح
گوھر کو جلوسِ شہ کی ایسی ہے خوشی
ہے نغمہ سرا مرغِ خوش الحاں کیطرح

یکتا ہے نظامِ بحرِ احساں کا کرم
بےمثل ہے اس محسنِ دوراں کا کرم
دریا ہی میں دُرفشاں ہے نیساں گوھر
عالم پہ ہے عثمان علیخاں کا کرم

جب تک ہے نظامِ چرخ کا حکم رواں
جب تک رہے اس نظامِ شمسی کا نشاں
فرماں گستر زمین والوں پہ رہے
یہ شاہِ فلک رتبہ نظامِ ذیشاں

سعدیؒ نے کہا ہے بوستاں میں گوھر
بوبکر سا عادل نہوا بعدِ عمرؓ
اب فضلِ خدا سے دورِ عثماں آیا
عدلِ فاروقؓ کے کھلے پھر جوہر

رباعیات

اقبال میں ثانیٔ سکندر ہوں گے
شوکت میں سلیماں کے برابر ہونگے
انشاء اللہ آصفِ ہفتم بھی
اورنگ نشینِ ہفت کشور ہونگے

(دیگر)

شائستگی و علم کا مخزن ہوگا
تہذیب کے انوار سے روشن ہوگا
مشرق سے طلوع ہوگا مہرِ مغرب
اب ملکِ دکن ثانیٔ لندن ہوگا

(ولہ)

یہ سالگرہ عقدہ کشا خلق کی ہے
اندوہ ربا عیش فزا خلق کی ہے
عثمان علی خاں کو ملے خضر کی عمر
اللہ سے ہر دم یہ دعا خلق کی ہے

(ولہ)

یہ شاہِ دکن کی جان کے پیارے ہیں
یہ ماہِ دکن کی آنکھ کے تارے ہیں
دارین میں دلشاد رہیں شہزادے
عثمان علی خاں کے جگر پارے ہیں

(ولہ)

اس شاہ کا ہر نورِ نظر شاد رہے
سر سبز رہے نہال و آباد رہے
گلشن میں بہار رنگ لائے جب تک
یارب شاداب باغِ اولاد رہے

(ولہ)

مہرِ کرمِ شاہ جو دم بھر چمکا
اس ذرۂ ناچیز کا اختر چمکا
کی قدر جو سلطانِ ہنر پرور نے
گوھر مثلِ مہِ منور چمکا

(ولہ)

روشن مرا نام اب جہاں بھر میں ہوا
نامی اب میں بھی اہلِ جوہر میں ہوا
ہاں آصفِ ہفتم نے کیا نام آور
گوھر مشہور ہفت کشور میں ہوا

قطعات تاریخ

خسرو عالی گہر ہمنام عثمانؓ و علیؓ
حکم یزداںؐ سے ہوئے خاقان ذیشان دکن
بے بہا تاریخ لکھی گوہر مداح نے
شاہِ والا آصف ہفتم ہیں سلطانِ دکن
۲۹ ھ ۱۳

(ولہ)

مثیلِ آصفِ سادس ہے آصفِ سابع
دیا ہے خسرو برتر دکن کو یزداںؐ نے
نظامِ حال کا سالِ جلوس دل نے کہا
دکن کی پائی ہے سلطانی شاہِ عثماں نے
۲۹ ھ ۱۳

(ولہ)

آصفِ ہفتم ہے رونق بخش تختِ خسروی
چتر افگن شاہِ والا پر رہے لطفِ الٰہ
یہ جلوسِ میمنت مانوس کی تاریخ ہے
ہو گئے عثماں علی ملک دکن کے بادشاہ
۲۹ ھ ۱۳

(ولہ)

نیا شاہِ دکن ہے مسند آرا
سناتے ہیں خوشی سب خاص و عام آج
سناؤ عیسوی سال اوسکا گوہر
ہوا عثمان علی سابع نظام آج
۱۱ ع ۱۹

(ولہ)

حق نے بخشا آج فرزند جمیل اوس شاہ کو
جسکے اوصافِ جمیلہ کی ہے شہرت بیمثال
یہ پری مصرع حسینوں کی زباں پر آگیا
نور چشم شاہ آصف جاہ ہے یوسف جمال
۳۰ ھ ۱۳

(ولہ)

ہوا عید الضحیٰ میں حضرتِ آصف کے گھر بیٹا
سناتے ہیں خوشی ہندو بھی شاداں ہیں مسلماں بھی
تم اے گوہر سناؤ مصرعِ تاریخ برجستہ
بسبب یہ آپ کو شاہا مبارک عید قرباں بھی
ھ ۱۳

قطعہ تاریخ

شہ اجمیرؒ کے دربار میں نعمت خدا نے دی
یہ تو پہلی مراد آئی ہے آصف جاہ ہفتم کی

ملا مجھکو بھی مصرع بے بہا تاریخ کا گوھرؔ
یہ والا دودماں بیٹی ہے آصف جاہ ہفتم کی

۳۰ ھ ۱۳

(ولہ)

کہتا ہے وطن آج کہ اس تازہ سفر میں
ہو فتح و ظفر آصفِ سابع کو مبارک

یہ مصرع گوہر ہے خلایق کی زباں پر
شملہ کا سفر آصفِ سابع کو مبارک

۳۰ ھ ۱۳

(ولہ)

تشریف لائے آصفِ ذیشاں وطن میں آج
ہیں زمزمے نشاط کے ہر انجمن میں آج

گوھرؔ خوشی سے عرض کرو تم بھی اسکا سال
شملہ سے آئے آصفِ ہفتم دکن میں آج

۳۰ ھ ۱۳

(ولہ)

مبارک یہ سیاحت ہو دکن کے مہرِ انور کو
کہ جسکا کوکبِ اقبال ہے غیرت دہ انجم

شہِ والا سفر نکلے وطن کہنے لگا گوھرؔ
چلے اجمیر گلبرگہ و بمبئی آصفِ ہفتم

۳۰ ھ ۱۳

(ولہ)

جب سفر سے وطن میں شاہِ دکن
کامراں آئے شادکام آئے

کہا گوھرؔ نے سالِ برجستہ
آج اجمیر سے نظام آئے

۳۰ ھ ۱۳

(ولہ)

دوشنبہ وقت شب عید الضحیٰ کے دن سفر نکلے
شہِ عثماں سریرآرائے دولت آصفِ والا

کیا گوھرؔ نے موزوں مصرع تاریخ ہجری میں
گئے اجمیر اب بہرِ زیارت آصفِ والا

۳۱ ھ ۱۳

(ولہ)

پھر چلے ہیں خواجہ صاحب رضؓ کی زیارت کیلئے
سب مقاصد آصفِ سابع کے ہوں یا رب روا

سالِ فصلی یہ سنایا گوھرِ مداح نے
شاہِ ذی جاہ کو مبارک ہو سفر اجمیر کا

۲۲ ف ۱۳

قطعہ تاریخ

گشت چوں شادی بسم اللہ خوانی جلوہ گر — شادماں شد دختر شاہ گرامی دکن
بہر تاریخ ہمایونش بہ گوہرؔ گفت دل — خواند بسم اللہ شہزادی نامی دکن

۳۱ ھ ۱۳

(ولہ)

ہے سالگرہ اوس شہِ جم جاہ کی جو ہے — مہرِ دکن و ماہِ دکن آصفِ ہفتم
گوہرؔ نے کہا مصرعِ تاریخِ ہمایوں — یہ ہے گرہ شاہِ دکن آصفِ ہفتم

۳۱ ھ ۱۳

(ولہ)

ہوش اللہ آفریں الحمد للہ مرحبا — خواند اقرا این دلبندِ شہ ملکِ دکن
گوہرِ تاریخ از نیسانِ فکر آمد بکف — جشنِ بسم اللہِ فرزندِ شہِ ملکِ دکن

۳۱ ھ ۱۳

(ولہ)

شاہ والا کو مبارک یا رب — یہ حسیں ماہ لقا شہزادہ
مصرعِ سال ہے سلکِ گوہرؔ — شاہِ عثماں کے ہوا شہزادہ

۳۱ ھ ۱۳

(ولہ)

شاہ ہے رشکِ کواکب تو پسر — غیرتِ انجم کا نورِ چشم ہے
ہر منور مصرعِ تاریخ بھی — آصفِ ہفتم کا نورِ چشم ہے

۳۱ ھ ۱۳

(ولہ)

تصدق پنجتن کا آج اللہ تعالیٰ نے — دیا ہے شاہ آصف جاہ ہفتم کو پسر سادس
کہا برجستہ سالِ مبارک اوسکا گوہرؔ نے — دکن کے شاہ کے عابد علی نور البصر سادس

۳۱ ھ ۱۳

(ولہ)

پھر ملا خلق کو اظہارِ طرب کا موقع — شکر ہے شاہ کے اک اور ہوا شہزادہ
گوہرؔ اوسکی کوئی تاریخ سنا دو تم بھی — آج شاہا ہو مبارک یہ چھٹا شہزادہ

۳۱ ھ ۱۳

قطعہ تاریخ

کوس عشرت رابلند آوازہ شد در شش جہت | یافت چوں فرزند ہفتم شاہ عالی دودماں
ہر کہ جوید سال فصلی بشنود گوھرؔ زمن | ہفتمیں فرزند آصف جاہ عالی دودماں

۱۳ ف ۲۲

(ولہ)

ساتواں شہزادہ اب پیدا ہوا | اوسکے حامی ہوں نبیؐ یاور علیؑ
مصرع تاریخ گوھرؔ نے کہا | شہ کے نور چشم ہیں حیدر علی

۱۳ ھ ۳۱

(ولہ)

اور اک شہزادۂ عالی گہر پیدا ہوا | نور چشم و راحت جاں آصف سابع کا ہے
عرض کی تاریخ اوسکی گوھرؔ مداح نے | آٹھواں فرزند یہ شاہ جواں طالع کا ہے

۱۳ ھ ۳۱

(ولہ)

ہیں ہوا خواہان دولت باغ باغ | کھل گئی ہر ایک کے دل کی کلی
کہتے ہیں شہزادۂ ہشتم کو سب | ابن شاہ نیک دل حشمت علی

۱۳ ھ ۳۱

(ولہ)

یہ حسیں بیٹا ہے اوس سلطان عالیجاہ کا | جو بلند اقبال ہے ہم رتبۂ جمشید و کے
مصرع تاریخ اوسکا عرض گوھرؔ نے کیا | ہفتم آصف کا نواں فرزند نیک آئیں ہے

۱۳ ھ ۳۱

(ولہ)

حیدر آباد دکن کا یہ نواں شہزادہ ہے | اسکو کہتے ہیں بلند اختر حسیں جعفر علی
گوھرؔ تاریخ ہے نذر شہ عالی گہر | ابن آصف جاہ ہفتم مہ جبیں جعفر علی

۱۳ ھ ۳۱

(ولہ)

شد تولد نیک دختر در حریم خسروی | آنکہ باشد نور چشم و دلبر شاہ دکن
در تلاش سال بودم آسماں گفتا چنیں | ماہ سیما بنت عالی گوھرؔ شاہ دکن

۱۳ ھ ۳۱

قطعہ تاریخ

خوشی اس جشن عشرت کی جہاں میں رنگ لائی ہے | بہار عیش کی ہے ہر چمن میں گل فشانی آج
سنایا بلبل دل نے یہ نغمہ سال فصلی کا | دکن کی شاہزادی کی ہوئی بسم اللہ خوانی آج
۲۲ ف ۱۳

ولہ

ہوائے عیش سے خنداں دلوں کے غنچے ہیں | ریاض ہند میں ہر جا سماں بہار کا ہے
سنایا نغمۂ تاریخ دل نے فصلی میں | یہ جشن سالگرہ شاہ نامدار کا ہے
۲۲ ف ۱۳

ولہ

کیا مبارک دن دکھایا ہے ہمیں اللہ نے | آج آصف جاہ کے فرزند کی بسم اللہ ہے
گوہر مداح نے تاریخ فصلی عرض کی | نور چشم شاہ طالعمند کی بسم اللہ ہے
۲۲ ف ۱۳

ولہ

عجب کیا ہے دوبالا ہو خوشی گر شاہ والا کی | خدا نے ایک ہفتہ میں دئے ہیں دو حسین بیٹے
کہا سال ہمایوں اوس کا گوہر میں نے فصلی میں | ہوئے ہیں چار دن میں شاہ کے دو مہ جبیں بیٹے
۲۲ ف ۱۳

ولہ

آئی ہے پھر باغ میں رنگیں بہار | زمزمہ سنجی یہ عنادل کی ہے
سالگرہ آصف جم جاہ کی | عیش فزا عقدہ کشا دل کی ہے
خضر کی ہو عمر عطا شاہ کو | یہ سحر و شام دعا دل کی ہے
گوہر تاریخ ملا بے بہا | سالگرہ خسرو عادل کی ہے
۳۲ ھ ۱۳

ولہ

الٰہی آصف جم جاہ کو مبارک ہو | یہ جشن عیش فزا یہ خجستہ فال گرہ

دیا ہے گوہر تاریخ نذر گوہر نے
شہ جہاں کا مبارک ہے جشن سال گرہ
۳۲ ھ ۱۳

قطعہ تاریخ

شکر صد شکر کہ ہے مسرت افزائے جہاں — ہے عثمان علی خاں کی طرب فال گرہ
عرض گوہر نے کیا مصرع سال افضلی — مرحبا آصف ہفتم کی یہ ہے سالگرہ
۱۳ ف ۳۳

(ولہ)

الٰہی اپنی عنایت سے تو نے پھر ہم کو — دکھائی ہے شہ عثماں کی رسم سالگرہ
تم اوسکا سال کہو عیسوی میں اے گوہر — ہوئی ہے آصف ذیشاں کی رسم سالگرہ
۱۹ ع ۱۴

(ولہ)

تو نے سلطان دکن کو جو دیا ہے بیٹا — ہو ترے فضل سے یا رب وہ سعید کونین
عرض یوں مصرع تاریخ کیا گوہر نے — پسر آصف ہفتم ہے عزیز دارین
۱۳ ھ ۳۳

(ولہ)

الٰہی ہمیشہ میں جو یہ شہ آصف کے دو خلف — بفضل خدا کے یہ رہیں دونوں جہاں میں شاد
گوہر نے اوسکا مصرع تاریخ یوں کہا — دو نور چشم شاہ دکن کے ہیں بامراد
۱۳ ھ ۳۳

(ولہ)

خدا کا شکر ہے جسکے کرم سے ایک نفس میں — ہوئے عثماں علیخاں کے بلند اقبال دو بیٹے
طلب کی جو یہ تاریخ مجھکو غیب سے گوہر — شہ دریائے احساں کے بلند اقبال دو بیٹے
۱۳ ھ ۳۳

(ولہ)

یہاں سے جاتے ہیں جانب پاکھال — پہر صید افگنی شہ عثماں
کی ہے تاریخ عرض گوہر نے — گئے پاکھال آصف ذیشاں
۱۳ ھ ۳۳

(ولہ)

شاہ عثماں بھی ہے ہمنام علی — پھر شجاعت میں نہ کیوں بے مثل ہو
عرض ہے یہ مصرع سال شکار — شاہ آصف نے بھی مارا شیر کو
۱۳ ھ ۳۳

قطعۂ تاریخ

رستمِ دوراں نظامِ کامراں
مصرعِ تاریخ گوہرؔ زد رقم

چوں غضنفر ہا شکارا مسال کرد
صیدِ شیراں شاہِ با اقبال کرد
۱۳ ھ ۳۲

(ولہ)

شیر دل آصفِ ہفتم ہوئے مشغولِ شکار
سالِ فصلی میں کرو عرض ادب سے گوہرؔ

ہیں جو سلطانِ دکن فخرِ شجاعانِ جہاں
شہِ والا کو مبارک ہو یہ صیدِ شیراں
۱۳ ف ۲۳

(ولہ)

در شجاعت ہست مشہورِ جہاں
عیسوی سالِ شکارا ے دل بگو

شاہِ ہمنامِ شہِ مرداں علیؓ
کرد صیدِ شیر شہ عثماں علیؓ
۱۹ ع ۱۴

(ولہ)

ہفتم آصف نے دکھائے جوہر مردانگی
عرض کی صید افگنی کی میں نے تاریخ اسطرح

یہ وہ سلطاں ہے شجاعت کا ہی جسکے سر تاج
شاہِ جم جاہ دکن نے مارے ہیں دو شیر آج
۱۳ ھ ۳۲

(ولہ)

ہاں دوبالا ہے خوشی آج ہوا خواہونکی
چرخ نے مصرعِ تاریخ کہا گوہرؔ سے

شاہِ جم جاہ نے آہوے دکن مارے چار
مہرِ جود آصفِ سابع نے ہرن مارے چار
۱۳ ھ ۳۲

(ولہ)

شد تولد چو دخترِ ذیشاں
کلکِ گوہرؔ نوشت تاریخش

در حریمِ شہِ فلک رفعت
بنتِ شاہِ دکن جواں دولت
۱۳ ھ ۳۲

(ولہ)

گلِ باغِ ریاست ہے سراجِ قصرِ دولت ہے
ہما کو اسکے سایہ سے سعادت کیوں نہ حاصل ہو

حضورِ آصفِ دارا حشم جم جاہ کی بیٹی
بلند اقبال شہزادی ہے ظلِ اللہ کی بیٹی

خجل ہے بدر بھی اوسکی جبینِ نور افشاں سے
یہ ہے کس غیرتِ خورشید رشکِ ماہ کی بیٹی

خدا کے فضل سے ضرب المثل ہو زہد و طاعت میں
یہ ہے سلطانِ دیں پرور خدا آگاہ کی بیٹی

کیا ہے عرض اوسکا مصرعِ تاریخ گوھر نے
دکن کی شاہزادی نیک باطن شاہ کی بیٹی

۳۲ ھ ۱۳

(ولہ)

آورد نوید عشرت جسم
ایں ابن سعیدِ شاہِ آصف

سالش ز فلک شنید گوھر
فرزندِ رشیدِ شاہِ آصف

۳۲ ھ ۱۳

(ولہ)

خدا کے فضل سے ہو آپکو ہر وقت ہر ساعت
میسر شاہدِ عشرت کی دید اے آصفِ ہفتم

لکھی یوں تہنیت گو گوھرِ مداح نے تاریخ
مبارک ہو مبارک آج عید اے آصفِ ہفتم

۳۲ ھ ۱۳

(ولہ)

بہت اترا رہی ہے اپنی قسمت کی رسائی پہ
ہوی ہے حاضرِ دربارِ عثمانی جو عید الفطر

ہوا خواہوں کے لب پر مصرعِ تاریخِ فصلی ہے
مبارک شاہِ آصف جاہِ سابع کو ہو عید الفطر

۲۳ ف ۱۳

(ولہ)

اے شرف بخشِ سریرِ دولت
شاہِ جم رتبہ سلیماں حشمت

درۃ التاجِ رئیسانِ زمن
آصفِ ہفتم و سلطانِ دکن

مہرِ اقبالِ تو تابندہ بود
سلطنت قایم و پایندہ بود

چوں بدولت کدۂ سلطانی
شد ز فضل و کرم یزدانی

نور افروز چو ماہِ انور
شاہزادی ہمایوں اختر

گشت زیں مژدہ جہانے خرم
خاصہ فدوی عقیدت توام

میکند تہنیتش عرض اکنوں
از عقیدت کہ بود روز افزوں

ہم سپش زمزمہ پیراے دعاست
بے دعا ختمِ سخن نازیباست

سایۂ رحمتِ ایں طفلِ حسنہؑ
سالہا بر سرِ عالم بادا
باد حاصل بجہاں ہر کامش
چرخ فرماں برو گیتی رامش
گفت تاریخ بہ گوھر ہاتف
بنتِ مسعودۂ ہفتم آصف
۱۳۳۳ھ

(ولہ)

سرزمینِ حیدرآباد است رشکِ آسماں
باز از فیضِ قدمبوسِ شہِ والاحشم
گوھرِ مداح تاریخش بہ فصلی عرضہ داد
سیرِ بمبئی کردہ آمد آصفِ دارا حشم
۱۳۳۴ ف

(ولہ)

جانبِ بمبئی ہوے راہی شہِ ملکِ دکن
اپنے قدموں سے کیا اوس سرزمیں کو گلزمیں
واپسی میں اسپشل پہونچی جو پونہ کے قریب
شاہزادی زیب بخشِ بزمِ ہستی ہوگئیں
بارگاہِ خسروی میں زمرۂ اسٹاف نے
عرضِ تسلیم مبارکباد کی نذریں بھی دیں
گوھرِ مداح نے تاریخ فصلی کی رقم
شمعِ محفل شاہزادی ریل میں پیدا ہوئیں
۱۳۳۴ ف

(ولہ)

نیک اختر نورِ چشمِ خسروِ روشن گہر
نورافزاے جہاں شد از طفیلِ پنجتنؑ
ایں منور مصرعِ تاریخ گوھر زد رقم
شد تولد ماہِ عالم شاہزادیِ دکن
۱۳۳۳ھ

(ولہ)

چمکتا ہے ستارہ اوسکی قسمت کی بلندی کا
کہ نورِ چشمِ شاہِ نامور یہ شاہزادی ہے
کہا یوں مصرعِ سالِ ولادت اوسکا گوھر نے
مہِ اقبال ہے روشن گہر یہ شاہزادی ہے
۱۳۳۳ھ

(ولہ)

حقؑ نے دیں دو دخترانِ مہروش
یہ ہیں تارے چشمِ آصف جاہ کے
نورافشاں مصرعِ تاریخ ہے
چمکے ہیں دو ماہ چرخِ شاہ کے
۱۳۳۳ھ

قطعۂ تاریخ

خدا نے شہ کو دو روشن گہر شہزادیاں بخشیں
عیاں دونوں کی پیشانی سے ہیں انوارِ مہر و مہ

ادب سے عرض کی تاریخِ ہجری اوسکی گوہر نے
ہوئیں دو روز میں پیدا دو بنتِ بانصیبِ شہ

۱۳ ھ ۳۳

(ولہ)

اوس شہِ بادل دریادل کی سالگرہ ہے عقدہ کشا
دہر میں ہر جا سیل رواں ہے جسکے کرم کے قلزم کی

مصرعِ سالِ ہجری اوسکا گوہرؔ نے یہ عرض کیا
آج مبارک سالگرہ ہے آصفجاہِ ہفتم کی

۱۳ ھ ۳۳

(ولہ)

یہ جشن وہ ہے بہار اس میں جشنِ جم کی ہے
اسی کے فیض سے قسمت طرب کی چمکی ہے

ہوا جو فکر مجھے دل نے یوں کہی تاریخ
یہ رسمِ سالگرہ شاہِ باحشم کی ہے

۱۳ ھ ۳۳

(ولہ)

یارب ترے کرم سے ملے عمر خضرؑ کی
اس فیض بخش خسروِ عالم پناہ کو

فصلی میں سالِ سالگرہ دل نے یوں کہا
عمدہ گرہ کا جشن مبارک ہو شاہ کو

۱۳ ف ۳۴

(ولہ)

آصفِ محتشم کی سالگرہ ہے
شاہِ داراحشم کی سالگرہ ہے

عیسوی سال اوسکا تم کہو گوہرؔ
خسروِ محترم کی سالگرہ ہے

۱۹ ع ۱۵

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدِ داداریکہ دلہائے پاکاں ہمہ آویختۂ کنگرۂ محبتِ اوست و زبانہائے سینہ چاکاں معترفِ عجزِ ادراکِ حقیقتِ او ایں ابجدخوانِ دبستانِ سخن رانی راچہ یاراکہ از عہدۂ گزارشِ آں بدرآید **رباعی**

در وادیِ توحیدِ خدائے اکبر — ادراکِ حقیقت چہ کند نوعِ بشر
خاصاں چو گزشتن نتوانند ازو — ایں راہ کند طے بچہ عنواں گوہر

و نعتِ سالاریکہ جلوۂ حسنِ سرمدی از وجہش پیداست و نورِ جمالِ احدی از جبہش ہویدا ایں طفلِ مکتبِ شیوا بیانی را زہرۂ کجاکہ شمۂ از شرحِ آں بنگارش درآرد **رباعی**

سلطانِ رسل کہ شاہِ ملکِ عرب ست — ایجادِ زمین و آسمان را سبب ست
گر پردۂ عین از میاں دور کنی — گوئی بعرب جلوہ نما نورِ رب است

سرِ مناقبِ آلِ اطہار و اصحاب کبارش داشتن نقش بر آب نگاشتن است و بحر را سراب انگاشتن **رباعی**

آل و اصحابِ حضرتِ شاہِ امم — برتر ز ہمہ نزدِ خدائے اکرم
مستحکم کاخ دین و ایمان زیناں — بنیانِ اصولِ حق از ایشاں محکم

اما بعد **محمد منور** فاروقی المتخلص بہ **گوہر** ابن حضرت مولوی محمد عبدالغنی خان بہادر مغفور برضمائرِ خورشید نظائرِ نکتہ سرایانِ معنی پرور و دقیقہ سنجانِ سخن گستر واضح میسازد و شاہدِ مطلب را غازۂ اظہار بر رو می کشد کہ دریں زمانِ سعادت نشان از دستیاری

بخت کارسازِ خود این معنی در دل عاصی گزشت کہ بتقلید سرآمد شعراے فصیح اللسان پیشرو
قافلۂ بلند خیالان ہادی طریقِ نزاکت انگیزی ملا نورالدین ظہوری ترشیزی در تحریرِ رسالۂ
ہمچو گلزارِ ابراہیم کہ یکے از نثرِ ثلثہ اوست پردازد و بناے آں بر مدحت عظمت
طوبیت عالی رتبت آصفِ سلیمان بارگاہ خسروِ آسمان پائیگاہ غرۂ ناصیۂ شوکت قرۂ باصرۂ
حشمت آفتاب علم جبین شیم داراے فلک تخت کواکب خدم سلطانِ سکندر جاہ فریدون حشم
مہرِ سپہرِ جاہ و جلال اخترِ برجِ دولت و اقبال بہار آراے گلستانِ ارجمندی چمن طرازِ
روضۂ بخت بلندی درۃ التاجِ والیانِ زمن شہنشاہ عالیجاہ دکن اعلیحضرت قدر قدرت قوی
شوکت حضور پرنور مظفر الممالک مظفر الدولہ نظام الملک نظام الدولہ ہز ہائنس **نواب**
میر عثمان علیخان بہادر فتح جنگ جی۔سی۔ایس۔آئی آصف جاہِ ہفتم سلطان دکن
ملہ العالی المتعالی و خلد اللہ تعالی ملکہ و سلطنتہ باشد پس این خیال را باعثِ عز و وقار و موجب
ناز و افتخارِ خود دانستہ بہ ترتیبِ رسالہ پرداختم و باسمِ **شمائل عثمانی** موسوم ساختم
و حسبِ تفصیلِ ذیل آنرا بہ ہفت فصل منقسم کردم۔

فصل اول در بیانِ حسن و جمالِ اعلیحضرت بندگانِ عالی متعالی **فصل دوم** در سخاوت
فصل سوم در شجاعت **فصل چہارم** در عدالت **فصل پنجم** در عقل و کیاست و فہم و
فراست **فصل ششم** در جاہ و حشمت و عز و مرتبت **فصل ہفتم** در کسبِ کمال و
قدر دانیِ اہلِ علم و اربابِ دانش و خبرت و اصحابِ فطنت و بصیرت پوشیدہ نماند کہ ہرچند
این ہیچمدانِ ژولیدہ بیاں را با ظہوری ترشیزی کہ عزیزِ مصرِ سخن است و ملکِ معانی ملکِ
اوست در فضل و کمال و طرزِ مقال ہمان نسبت متحقق است کہ ذرہ را با مہرِ درخشاں یا قطرۂ
را با دریاے عماں اما ازانجا کہ بیشِ ممدوحِ باوقارِ من ممدوحِ او را روز بازارے نیست اگر یک
غنچۂ این گلستاں را نظر بر مضامینِ بہار آئینِ اوصافِ گرامیِ ممدوحِ عظیم الشان خود غیرتِ دہ
گلزار ابراہیم گویم بجاست و خود را بشرفِ نسبتِ مداحیِ بندگان عالی متعالی اگر رشکِ ظہوری

خوانم رواست ۔ اکنوں چشم از نصفت و عدالتِ خوانندگانِ ایں نامہ آنکہ اگر بود اے ع
کہ ہیچ نفسِ بشر خالی از خطا نبود ۔ سہوے از خامہ ام سرزدہ باشد بفحوائے مصرع
بپوشش گر بخطائے رسی و طعنہ مزن ۔ قلمِ اصلاح بروے جاری خواہند فرمود و
چشم از خردہ گیری و عیب چینی خواہند دوخت ۔

فصل اوّل در بیان حسن و جمالِ بندگانِ عالی

حسن را اگرچہ از روزِ نخستین الی الآن روز بازارے بودہ است اما اکنون از ہمعنانی و ہمقرانیِ
بندگانِ اعلیحضرت **میر عثمان علی خاں بہادر** مد ظلہم العالی بہ ترقیاتِ روز بہ ممتاز است
ممدوح را کہ سمیِ محبوبِ کبریاست از حسنِ عالم افروزِ خود گویا بہشتی است کہ دریں عالم نشان دادہ
از ہجومِ نورِ جبینِ صفا آئینش آئینہ سادہ رو غریقِ موجہ چینِ پیشانی است و غواصِ بحرِ
حیرانی و بہ پرتو افگنیِ عذارِ ضیا بارش خورشید و قمر را مایۂ درخشانی ۔ بلبل اگر بتماشائے رخِ
رنگینش گراید ہوائے نظارۂ گلشن از سر بدر آید و قمری چوں رعنائی سرو قامتش را بیند عشقِ
بالائے شمشاد از دل بر چیند گوہرِ شاہوار تا در سلکِ حلقہ بگوشانِ دُرِ دندانِ صفا پرورش
انسلاک یافتہ چنداں سرمایۂ آب و تاب برگرفتہ کہ از لآلیِ عقدِ ثریا رخ تافتہ یاقوتِ نارِ روان
با لعلِ آبدار لبِ رنگینش تا دوچار گردیدہ رنگ از یاقوتِ زرد آفتاب پریدہ ۔ کاکلِ عنبر
سرشتِ مشک آگینش رو کشِ نافۂ آہوئے تتار و بہ صید دلہائے مرغولہ مویانِ جہاں
وا پیست گرہ دار ۔ ماہ را بچشمک زنیٔ عارضش ہماں سینہ چاکی در بر کتان را بہ پرتوے آن
و مہر را از مواجہہ لوحۂ ناصیہ اش ہماں تابناکی بر در کہ معدنیات را از تابشِ روی آن شمشاد
تا نہالِ عشقِ قدش در دل نہ نشانید معشوقِ قمری نگردید و گل تا از رنگ و بوی عارضش
داستانے نخواند ملبل را پیغامِ محبتش کہ رساند ۔ **نظم**

شہر یار در حسیناں لاجواب است	جمالِ او بخوبی انتخاب است

چہ شہر ظل الٰہی نام او شد | ز گردون تا بماہی رام او شد
سراپا ہست شاہ مہ لقا نور | جبین انورش نور علی نور
مقطر موجۂ کوثر جبینش | منور چون مہ انور جبینش
خط و رویش مہ او ہالۂ او | بود این سبزہ و آن لالۂ او
بہار عارضش را ہر کہ بیند | گل از باغ نشاط دہر چیند
بسر سودائے زلفش گر درآید | سر فکر جہان از سر برآید
کسے را گر گذر افتد بپاشش | شود طغرائے آسایش بناشش

فصل دوم در سخاوت

فرخا شہریار دریادل کہ والا ہمتان عالم را خدمت کلید برداری خزانۂ فیض بخشئ او سرمایۂ صد گونہ ناز و مرحبا خسرو دیادل کہ فیاضان جہان را پاسبانئ گنج سخاوتش باعث ہزاران عز و امتیاز گویند کہ در زمانۂ ماضی شخصے از قبیلۂ بنی طی حاتم نام داشت و در بلند ہمتی شہرۂ آفاق بود اما بمودائے این شعر مشہور ؎

ترا دیدہ و حاتم را شنیدہ | شنیدہ کے بود مانند دیدہ

پیش جود سلطان دکن تذکرۂ او افسانہ ایست از یاد ہمگنان رفتہ سحاب نیسان اگر از عمان فیضش نمے دریابدامن عالم را پر از دریا دریا گوہر شاہوار گرداند و آفتاب درخشان ہرگاہ از خورشید نوالش کسب پرتوے کند جہان را از کوہ کوہ لعل آبدار مملو نماید پیش ہمت بلندش ہنگام زرفشانی مہر کمتر از ذرہ و بمقابلۂ کف جودش حین گوہرباری بحر خردتر از قطرہ تا در نوالش کشادہ باب سوال از جہان فراز گشت و تا شہرۂ سخایش در گوش خلایق افتاد ہر محتاج بے نیاز گشت وعدہ اش را اصلا تقدم بر وفا نیست و زبانش ہرگز با حرف لا آشنا نے سخاوت را با کفش ہمان اختلاط کہ شعلہ را

با مهر انور جود و عطا را با دستش همان ارتباط که نور را با قمر کوکب فیضش لفظ مفلس از دفتر آفاق زدوده و دکان نوالش حرف حاجت را از صفحهٔ کائنات حک نموده به آبیاری سحاب عطایش مزرع آمال جهانیان طراوت یافته و به نسیم سخایش گلشن امید عالمیان سرسبزی سرشار۔

نظم

فیض همای عثمان غنی — شاه را ساخته سلطان غنی
مخزن جود شه عثمان است — تازه دار چمن فیضان است
بحر عمان دل فیض آثارش — ابر نیسان کف گوهر بارش
مهر فیضش چو درخشان گردید — شب افلاس گریزان گردید
چهره آرای عطا گوهر او — گوهر افزای سخا جوهر او

فصل سوم در شجاعت

طغرای دارائی ملک شجاعت بنامش مسلّم است و نگین سالاری اقلیم شهامت را نقش خاتم همتش بزدلان از دستیاری جرأتش پنجه در پنجهٔ شیر افگن و جرأت ضعیف جگران به پامردی همتش عاجز کن رستم فیلتن کمین چاکرش مقدمة الجیش افواج شجاعت پروری و کمترین بنده‌اش سپه سالار عساکر دلاوری اگر وقت غضب کف خود را به خنجر سپارد جلاد فلک تیغ از دست خودش گذارد و اگر یک نگاه قهر بروی اندازد شیر ژیان جگر بازد حسامش عروسیست در حجلهٔ نیام قضا نشسته و شمشیرش شاهدیست نگار از خون اعدا بسته قضا تا شاگردیش نه ورزید قدر انداز نگردید و قدر تا قبضه از دستش نگرفت از قضا تیر یکه از کمان او بدر جست بر آماجگاه نشست وصف شجاعتش جوهر افزای تیغ زبان و ذکر بسالتش صیقل ساز ذوالفقار لسان کرا مجال که به همسری سمی شیر خدا گراید و کرا طاقت که خود را به همنام اسد الله الغالب داند۔

نظم

یلان را دل بلرزد و تن بلرزد — ز قهر شاہِ شیر افگن بلرزد
عدیلِ شاہ رستم ہم نباشد — سمیٔ شیرِ حق رستم نباشد
قضا نامِ حسامِ پر خشمِ او — بود زہرِ اجل آبِ دمِ او
نہادِ برقِ خاطف خنجرش را — فدا جانہای اعدا جوہرش را
عیاں از نامِ او شانِ شجاعت — منور جوہرِ جانِ شجاعت

فصلِ چہارم در عدالت

عدالت را بر وجود با جودش تازہ موفور است و انصاف را بذاتِ فیض آیاتِ او ہزاران غرور بتا صیتِ عدالتش در عالم افتاد چرخِ ستم ایجاد ترکِ جفاکاری خود نمودہ دادِ دادگستری او بعہدِ فرخندہ مہدِ ممدوح آنقدر اتحاد در امزجۂ جہانیان رو دادہ کہ معشوقانِ عاشق آزار بدامِ محبتِ سودائیانِ خود گرفتار و خوبانِ طرحِ ظلم افگن از باغِ مہر و ترحم گل بدامن تیرِ غمزہ حسیناں را تیزی نیست تا جگر دوزی دل دادگان نکند و تیغ عشوۂ نازنینان را آب و تاب نے تا جانبازانِ عشق را نکشد بجرمِ آزردنِ دلِ بلبلان گل را خار در دامن و بہ پاداشِ ستم بر قمریاں روا داشتن سرو را حکم بہ یک پا استادن ہمچنانکہ نادر و چنگیز خاں بجور و ستم در عالم کوسِ شہرت نواختند ہمچنان منوال اعلیحضرت بندگانِ عالی علمِ معدلت افراختند۔

نظم

شہ ما عدالت مآب آمدہ — ز حق رحمتِ لاجواب آمدہ
عدیم است در عدل ہمتای او — علم در جہاں عدلِ والای او
سبق بردہ از عادلانِ جہان — شنیدیم از عاقلانِ جہاں
بدورش فلک عدل کوشی کند — بہم شیر و بز آب نوشی کند

جهان از غمِ درد آزاد شد | که بر باد بنیادِ بیداد شد
از و هست پاینده بنیانِ عدل | بدو تازگی یافت بستانِ عدل

فصلِ پنجم در عقل و کیاست و فهم و فراست

فلاطون ابجد خوانِ دبستانِ فراستِ اوست و ارسطو خوشه چینِ خرمنِ کیاستِ او خردِ نکته پرورش فرهنگ آموزِ اہلِ فرنگ و پیشِ عقلِ ہمه دانشِ عقلای روزگار دنگ ذہنِ ذکایش نه بحدیست که کسی بمیزانِ بیان سنجد وجودتش نه بمثابه که در حیطۂ تحریر گنجد رسائی طبیعتش گوی سبق از آہوِ میدان می برد و بر نگاہِ شوخ چشمان خنده ها می زند ناخنِ فکرش آنقدر تیز که بیک طرفة العین صدها عقدۂ لاینحل بر گشاید و پیشِ برق رفتاری سمندِ فهمِ او اسپِ بادپای اوہامِ روشن ضمیران از پا در آید۔

نظم

در ادبگاہِ عقلِ سلطانی | درس گیرد معلمِ ثانی
نیّرِ اعظمی است رای او | عالمی روشن از ضیای او
بر درِ دانشِ شہِ امجد | می نهد روی عجز پیرِ خرد
شاہدِ نظمِ ملک غازه گرفت | سلطنت انتظامِ تازه گرفت
بر سرِ شه رسید افسرِ عقل | بارک الله عروجِ اخترِ عقل

فصلِ ششم در جاه و حشمت و عز و مرتبت

زہی دارای سکندر صولت که دارا از دربانیِ درِ دولتش دارائیِ ملکِ حشمت بنام وجهی سلطانِ سلیمان رتبت که در بارگاہِ خواقین سجده گاہش صد ہمچو خسرو و ہزار مثلِ فریدون غلام آفتاب تا از اکلیلِ طلاکارِ قمر نثارش اقتباسِ نوری نکرد ہنگامه افروزِ عالم نگردید و فلک تا از فرطِ عجز و نیاز خود را پای اندازش نساخت به این رفعت و بلندی نرسید و ہر که غبار آستانش

بر جبین فشانید از فرقش اختر اقبال و میدهد بحر عظمتش را دریاے عمان قطره ایست و جوهر تیغش را خورشید تابان ذره بوئی فلک رقاصۂ بزم عشرت زاے او ست و دبیر گردون منشی دار الانشاے او اسپش چون فکر روشن دلان تیز رفتار و فیلش کوه تمکین و فلک وقار قضا مطیع فرمان واجب الاذعان او ست و قدر منقاد حکم عالیشان او ـ

منظوم

فلک رتبه این آصف هفتم است | رخ انورش تهنیت انجم است
زمینش برفعت فلک را جواب | جبینش بطلعت بود آفتاب
ارم لاله زار گلستان او | رهی نوبهار گلستان او
فدایش دل فتح و جان ظفر | دعایش بود دلستان اثر
بود دولت از جبه سایان یکے | بود حشمت از زله خواران یکے

فصل هفتم در کسب کمال و قدردانی اهل علم

باوصف کثرت مشاغل جهانبانی اعلیحضرت در کسب کمال جد و جهد موفور بکار می برند و با وجود هجوم امور مملکت رانی بندگانعالی در ذخیره اندوزی معلومات علمی مصروف می باشند بنا برین حیدرآباد فرخنده بنیاد مدار مشاهیر علماے روزگار گشته و بهمین جهت دکن رشک چمن مرجع اکابر فضلاے بلاد و امصار گشته. علاوه برین قدردانی شاه هنرپرور باعث فراهم آمدن علماے نامدار می باشد و جوهرشناسی خسرو عالی گوهر موجب اجتماع فضلاے بلند وقار می باشد درین زمان سعادت نشان ماهران هر علم و فن بکامیابی ها گوناگون سرفراز و درین عهد میمنت اقتران شاعران شیرین سخن بترقیات روزافزون ممتاز ـ ۵

ز شمع لطف توای شاه قدردان سخن | بود درین ضیا بزم ماهران سخن
طفیل حسن متاع حمایت عالی | فزود رونق و آرائش دکان سخن
باهتزاز نسیم عنایت شاهی | چمن چمن شده شاداب بوستان سخن

بذوقِ مدح سرائی قدر دانی تو
بفیضِ مدحتِ قدرِ بلندِ تو شاہا

ترانہ سنج لبِ معنی و زبان سخن
زمین شعر شد استا بنک آسمانِ سخن

المختصر زبان عبودیت ترجمان در گذارشِ توصیفِ اوصافِ حمیدۂ سلطانِ فرخ خصال لال است و از کلک ارادت سلک نگارشِ تعریفِ اخلاقِ پسندیدۂ خاقانِ بلند اقبال محال است لہذا گوہر ہیچمدان مہرِ سکوت بر دہان می زند و بہ آبیاریِ سحابِ دعا گلستانِ اجابت را سرسبز و خندان میسازد۔

نظم

بارگاہت مامنِ عشرت صد و سی سال باد
فخرِ پابوسِ تو باید تختِ شاہی عمرہا
بہرِ تو ہر روز شاہا غرۂ شوال باد
سالہا زیرِ نگینت خاتمِ اقبال باد

ملک و مال و آل و اقبال توای شاہِ دکن
در گلستانِ جہان قلبِ ہواخواہت مدام
بیشمار و وافر و بسیار و مالامال باد
خندہ زن چون گل ز ریح و ہر فار غبال باد

دشمنِ بدخواہِ تو مانند شکار درد و غم
تنگدل چون غنچہ مثلِ خار و خس پامال باد

تمت

بالخیر

7th June, 1913.

Moulvi Mohammed Munawar Sahib Bahadur Gawhar, Great Grand-son of H. H. Nawab Azam Jah, second Nawab of the Carnatic, has been in virtue of his talents and character, deputed by the Carnatic Family of Madras to represent them in the Court and Capital of H. H. the Nizam.

I am directed by Huzur-e-Prince of Arcot to hereby announce that he very much appreciates the choice as having fallen upon the right man.

He wishes him every success.

(By order,)

AZUM HUSAIN KHAN SAHIB,

Private Secretary to the Prince of Arcot.

(True copy,)

MOHAMED MUNAWAR KHAN, "GAWHAR,"

24th September, 1915.